﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد17 | جمعة المبارک24/دسمبر 2010ء | 18/محرم 1432 ہجری قمری ❁ 24/فتح 1389 ہجری شمسی | شمارہ 52

نماز گناہوں کا کفّارہ

حضرت ابوذرؓ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سردیوں کے موسم میں باہر نکلے جب پتّے درختوں سے گرتے ہیں۔ آپ نے درخت کی دوشاخوں کو ہلایا۔ پتے زمین پر گرنے لگے۔ آپؐ نے فرمایا: ’’اے ابوذر!‘‘ مَیں نے کہا: ’’لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه‘‘۔ آپؐ نے فرمایا: ’’جب ایک مسلمان اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح پتے اس درخت سے جھڑ رہے ہیں‘‘۔

(مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

صلیبی فتنہ بالطبع اپنی اصلاح کرنے والے کا نام کاسرالصلیب رکھتا ہے اور یہ مسیح موعودؑ کا دوسرا نام ہے۔ قرآن اور حدیث نے مختلف طریقوں پر اس مضمون کو ادا کیا ہے اور آنے والے موعود کی بشارت دی ہے۔ اس کو خوب سمجھ لینا چاہئے۔

میرا انکار، میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کردی اور خدا کو چھوڑ دیا۔

مَیں کھول کر کہتا ہوں کہ میری تکذیب آسان امر نہیں۔ مجھے کافر کہنے سے پہلے خود کافر بننا ہوگا۔ مجھے قرآن وحدیث کو چھوڑنے والا کہنے سے پہلے خود قرآن اور حدیث کو چھوڑ دینا پڑے گا اور پھر بھی وہی چھوڑے گا۔ مَیں قرآن وحدیث کا مُصدّق ومصداق ہوں۔ مَیں گمراہ نہیں بلکہ مہدی ہوں۔ مَیں کافر نہیں بلکہ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ کا مصداق صحیح ہوں

’’اب ان تمام امور کو یکجا کر کے دانشمند غور کرے کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں کیا وہ اس قابل ہے کہ سرسری نگاہ سے اسے ردّ کر دیا جائے؟ یا یہ کہ اس پر پورے غور اور فکر سے کام لیا جاوے۔ جو کچھ ہمارا دعویٰ ہے کیا یہ صدی کے سر پر ہے یا نہیں؟ اگر ہم نہ آتے تب بھی ہر ایک عقلمند اور خداترس کو لازم تھا کہ وہ کسی آنے والے کی تلاش کرتا۔ کیونکہ صدی کا سر آ گیا تھا اور اب تو جب کہ بیس برس گزرنے کو ہیں اور بھی زیادہ فکر کی ضرورت تھی۔ موجودہ فساد پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ کوئی شخص اصلاح کے لئے آنا چاہئے۔ عیسائیت نے وہ آزادی اور بے قیدی پھیلائی ہے جس کی کوئی حد ہی نہیں ہے اور مسلمانوں کے بچوں پر جو اس کا اثر ہوا ہے اسے دیکھ کر کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے بچے ہی نہیں ہیں۔

ساری باتوں کو چھوڑ دو، اس صلیبی فتنہ ہی کی اصلاح کے لئے جو شخص آئے گا اس کا نام کیا رکھا جائے گا؟ یہ فتنہ بالطبع اپنی اصلاح کرنے والے کا نام کاسرالصلیب رکھتا ہے اور یہ مسیح موعود کا دوسرا نام ہے۔ قرآن اور حدیث نے مختلف طریقوں پر اس مضمون کو ادا کیا ہے اور آنے والے موعود کی بشارت دی ہے۔ اس کو خوب سمجھ لینا چاہئے۔ کیونکہ جب انسان ناقص طور پر سمجھتا ہے گویا کچھ نہیں سمجھتا لیکن جب کامل غور اور فکر کے بعد ایک بات کو سمجھ لیتا ہے پھر مشکل ہوتا ہے کہ کوئی اسے گمراہ کر سکے۔ اس لئے مَیں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ اس سوال کو حل کرنے کی خوب فکر کریں۔ یہ معمولی اور چھوٹی سی بات نہ سمجھیں بلکہ یہ ایمان کا معاملہ ہے جنت اور دوزخ کا سوال ہے۔

میرا انکار، میرا انکار نہیں ہے بلکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ہے۔ کیونکہ جو میری تکذیب کرتا ہے۔ وہ میری تکذیب سے پہلے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ کو جھوٹا ٹھہرا لیتا ہے جبکہ وہ دیکھتا ہے کہ اندرونی اور بیرونی فساد حد سے بڑھے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے باوجود وعدہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) کے ان کی اصلاح کا کوئی انتظام نہ کیا جب کہ وہ اس امر پر بظاہر ایمان لاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ موسوی سلسلہ کی طرح محمدیؐ سلسلہ میں بھی خلفاء کا سلسلہ قائم کرے گا۔ مگر اس نے معاذ اللہ اس وعدہ کو پورا نہیں کیا اور اس وقت کوئی خلیفہ اس اُمّت میں نہیں۔ اور نہ صرف یہاں تک ہی بلکہ اس بات سے بھی انکار کرنا پڑے گا کہ قرآن شریف نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا ہے یہ بھی صحیح نہیں ہے معاذ اللہ۔ کیونکہ اس سلسلہ کی اتم مشابہت اور مماثلت کے لئے ضروری تھا کہ اس چودھویں صدی پر اسی اُمّت میں سے ایک مسیح پیدا ہوتا اُسی طرح پر جیسے موسوی سلسلہ میں چودھویں صدی پر ایک مسیح آیا۔ اور اسی طرح پر قرآن شریف کی اس آیت کو بھی جھٹلانا پڑے گا جو اٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ (الجمعة:4) میں ایک آنے والے احمدی بروز کی خبر دیتی ہے اور اس طرح پر قرآن شریف کی بہت سی آیتیں ہیں جن کی تکذیب لازم آئے گی۔ بلکہ مَیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اَلْحَمْدُ سے لے کر وَالنَّاس تک سارا قرآن چھوڑنا پڑے گا۔ پھر سوچو کہ میری تکذیب کوئی آسان امر ہے۔ یہ مَیں از خود نہیں کہتا بلکہ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حق یہی ہے کہ جو مجھے چھوڑے گا اور میری تکذیب کرے گا وہ زبان سے نہ کرے مگر اپنے عمل سے اس نے سارے قرآن کی تکذیب کردی اور خدا کو چھوڑ دیا۔ اس کی طرف میرے ایک الہام میں بھی اشارہ ہے اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ ۔ بے شک میری تکذیب سے خدا کی تکذیب لازم آتی ہے اور میرے اقرار سے خدا تعالیٰ کی تصدیق ہوتی اور اس کی ہستی پر قوی ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر میری تکذیب، میری تکذیب نہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب ہے۔ اب کوئی اس سے پہلے کہ میری تکذیب اور انکار کے لئے جرأت کرے ذرا اپنے دل میں سوچے اور اس سے فتویٰ طلب کرے کہ وہ کس کی تکذیب کرتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیوں تکذیب ہوتی ہے؟ اس طرح پر کہ آپؐ نے جو وعدہ کیا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا وہ معاذ اللہ جھوٹا نکلا۔ پھر آپ نے اِمَامُكُمْ مِّنْكُمْ فرمایا تھا وہ بھی معاذ اللہ غلط ہوا ہے۔ اور آپؐ نے جو صلیبی فتنہ کے وقت مسیح کے آنے کی بشارت دی تھی وہ بھی معاذ اللہ غلط نکلی کیونکہ فتنہ تو موجود ہو گیا مگر وہ آنے والا امام نہ آیا۔ اب ان باتوں کو جب کوئی تسلیم کرے گا عملی طور پر کیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مُکذّب ٹھہرے گا یا نہیں؟

پس پھر مَیں کھول کر کہتا ہوں کہ میری تکذیب آسان امر نہیں۔ مجھے کافر کہنے سے پہلے خود کافر بننا ہوگا۔ مجھے بے دین اور گمراہ کہنے میں دیر ہوگی مگر پہلے اپنی گمراہی اور رُوسیاہی کو مان لینا پڑے گا۔ مجھے قرآن وحدیث کا چھوڑنے والا کہنے سے پہلے خود قرآن اور حدیث کو چھوڑ دینا پڑے گا اور پھر بھی وہی چھوڑے گا۔ مَیں قرآن وحدیث کا مُصدِّق ومصداق ہوں۔ مَیں گمراہ نہیں بلکہ مہدی ہوں۔ مَیں کافر نہیں بلکہ اَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ کا مصداق صحیح ہوں اور جو کچھ مَیں کہتا ہوں خدا نے مجھ پر ظاہر کیا کہ یہ سچ ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 364 تا366 جدید ایڈیشن)

کہاں ممکن ترے فضلوں کا اِرقام

جماعت احمدیہ کی حقانیت، خلافت احمدیہ کی برکات، اسلام احمدیت کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائیدونصرت، اوررؤیاءوکشوف کے ذریعہ احمدیت کی صداقت کی طرف ہدایت کے نہایت دلچسپ اورغیر معمولی عظمت کے حامل ایمان افروز واقعات

(عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر ۔ لندن)

(ساتویں قسط)

قرآن کریم میں خلافت کا ذکر ہے جوکہ سوائے جماعت احمدیہ کے کہیں اورنہیں ہے

۞......مکرم الحسن بشیر صاحب مبلغ انچارج گیانا اپنی 2004ء کی رپورٹ میں بیان کرتے ہیں کہ عمر احمد گلاسگواسسٹنٹ کمشنرآف پولیس دس سال قبل عیسائیت سے مسلمان ہوئے تھے۔ تین سال قبل جب احمدیت کا تعارف ہواتو بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہوگئے۔ بیعت کرنے کی وجہ یہ بتائی کہ قرآن کریم میں خلافت کا ذکر ہے جوکہ سوائے جماعت احمدیہ کے کہیں اورنہیں ہے۔ پس یہ سچی جماعت ہے۔ اب ان کے پاس یہ مضبوط دلیل ہے۔ جب مسلمانوں سے گفتگو ہوتو یہی کہتے ہیں کہ احمدیت کا ایک خلیفہ ہے اگرتم کوئی خلیفہ پیش کرسکتے ہوتو تب بات ہوگی۔ جس پر دوسرے مسلمان لاجواب ہوجاتے ہیں۔

آپ کی جماعت قرآن کریم کی حفاظت پر کمربستہ ہے

۞......مکرم طارق نصیر صاحب اردن سے لکھتے ہیں کہ مَیں کسی وجہ سے ایک دینی مسئلے کوویب سائٹوں کے ذریعہ حل کرنے کی کوشش کررہاتھا۔ اتفاق سے آپ کاویب سائٹ بھی دیکھنے کا موقعہ ملا جو مجھے بہت پسند آیا اور باربار اسے پڑھا اور حیران رہ گیا کہ آپ کی جماعت کس طرح قرآن کریم کی حفاظت پر کمربستہ ہے۔ اس کی تحریرات میں جگہ جگہ رسول کریم ﷺ کی محبت بھری پڑی ہے۔ آپ بغیر کسی تفریق کے ساری امت مسلمہ کے لئے جوعلمی کام کررہے ہیں اس کو دیکھ کر مَیں بھی اپنے آپ کو آپ کی جماعت کا ہی ایک فرد محسوس کرتاہوں اورایسا لگتاہے کہ میری گمشدہ چیز مجھے واپس مل گئی ہے۔

آپ کا خلیفہ برحق ہے

۞......مکرم امیر صاحب بورکینا فاسولکھتے ہیں کہ ایک خاتون جو مذہباً عیسائی ہیں ریڈیو پر ہمارے پروگرام بہت شوق سے سنتی ہیں اور جب کبھی خلیفۃ المسیح کا ذکر ہوتاہے تو کہتی ہیں کہ یہ اللہ کا بندہ ہے جس کی خدا سنتاہے۔ ان کے ایک بیٹے کا جو 17 سال کا ہے ایکسیڈنٹ ہوااورشدید زخمی ہوگیا۔ اس کوکِد گُوشہر کے ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ جب اس خاتون کواطلاع ملی تواس نے خلیفۃ المسیح کا نام لے کردعا کی کہ اے اللہ! اس خلیفہ کے نام پر میرے بچے کوشفادے اوراسے تین دن کے اندرشفادے۔ چنانچہ تیسرے دن ہسپتال سے فون آیا کہ آپ کا بچہ شفاپا گیاہے۔ آپ اس کوآکرلے جائیں۔ اس کے بعد یہ خاتون اپنے بڑے بیٹے کے ساتھ ہمارے مشن میں آئیں اورکہا کہ مَیں آپ کو خوشخبری دینے آئی ہوں کہ آپ کا خلیفہ برحق اورسچا ہے۔ اس کے بڑے بیٹے نے 500 فرانک سیفا کا چندہ اداکیااورواپس چلے گئے۔

یہی تو وہ ہیں جن کے اوپرنُور کا سایہ تھا

۞......صدر جماعت وِٹلش جرمنی اپنی رپورٹ جون 2006ء میں بیان کرتے ہیں کہ گزشتہ سال ہم نے ٹریئر(Trier) شہرمیں ایک تبلیغی سٹینڈ لگایا۔ ایک کُرد مسلمان قائم دال اپنی جرمن بیوی اور تین بیٹیوں کے ساتھ وہاں تشریف لائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر سے بات شروع ہوئی اورخوب غصّہ سے بولے کہ حضرت رسول کریم ﷺ کے بعدکون آسکتاہے۔ تقریباً پندرہ منٹ کی بحث کے بعد ہمارے سیکرٹری تبلیغ نے ان کا فون نمبر لے لیااوروہ چل دیئے۔ اگلے ہی دن انہیں کھانے پر بلایا گیااورتین گھنٹے کی تبلیغی نشست ہوئی۔ انہیں کتابیں بھی دی گئیں۔ دودن بعدان کا فون آیا کہ جو کتابیں آپ نے دی تھیں وہ مَیں نے جلا دی ہیں کیونکہ مجھے بتایا گیاہے کہ یہ سب جھوٹ ہے اورمَیں رابطہ نہیں رکھنا چاہتا۔ ہمارے سیکرٹری صاحب تبلیغ نے کہا کہ ہماری دوستی تواب نہیں ٹوٹ سکتی۔ اس لئے آج بے شک نہ آئیں لیکن جمعرات کوتشریف لے آئیں آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔ اس دوران ان کو جماعت کے متعلق اتنا بدل دیا گیا کہ وہ آئے تو سہی لیکن روزہ رکھ کرآئے کیونکہ احمدیوں کے گھر کھانا پینا بھی نہیں چاہتے تھے۔ تبلیغی بحث میں اتناوقت گزرگیا کہ انہیں روزہ وہیں افطارکرنا پڑا۔ آخر میں سیکرٹری صاحب تبلیغ نے کہا کہ ایک وعدہ کریں۔ مولوی کی بات ایک طرف اورخدا تعالیٰ کا وعدہ ایک طرف۔ آپ ایسے کریں کہ چالیس روز پاک دل ہوکرخدا تعالیٰ کے حضور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے بارہ میں دردِدل سے دعا کریں اوراس دوران کسی تعصب کودل میں جگہ نہ دیں۔ انہوں نے اس کا وعدہ کرلیا۔ ابھی تیسرا دن تھا کہ ٹیلیفون آیااوروہ بھی اپنی کام کی جگہ سے کہ تمہارے پاس حضرت خلیفۃ المسیح کا کوئی فوٹو ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہے۔ تو جواب دیا کہ مَیں ابھی کام چھوڑ کرآرہاہوں۔ سیکرٹری صاحب تبلیغ نے وجہ پوچھی تو کہا کہ ابھی مجھے غائبانہ آوازآئی ہے کہ ثبوت کیا مانگتے ہوثبوت توہم تمہیں دکھا چکے ہیں۔ اور ساتھ ہی ان کووہ خواب یاددلائی گئی جس میں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ایک کمانڈر اِن چیف کے طور پر کھڑا دیکھا تھا جن کے اوپرنورکا سایہ تھااورسامنے ایک فوج تھی جوگندمی رنگ کے لوگ تھے اورفرشتوں کی جماعت کے طور پرانہیں دکھائے گئے۔ جونہی وہ سیکرٹری تبلیغ کے گھر پہنچے توحضور انورکافوٹو دیکھ کر بول اٹھے کہ یہی تو وہ ہیں جن کے اوپر نُورکا سایہ تھا۔ اب ان سے رہانہیں جارہاتھا۔ کہنے لگے کہ مَیں نے جلسہ سالانہ انگلستان میں شرکت کرنی ہے۔ چنانچہ گزشتہ سال جلسہ UK میں شامل ہوئے۔ راستہ میں انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ مَیں حضورانورکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینا چاہتاہوں توانہیں کہا گیا کہ اتنے بڑے جلسہ میں اس کا وعدہ تونہیں کیا جاسکتا۔ عالمی بیعت کے دن جرمنی سے ان کے ساتھ آنے والے مبلغ نے عالمی بیعت کی انتظامیہ سے پوچھا کہ ہمارے ایک نومبائع ہیں وہ بھی نومبائعین کے ساتھ اس خاص احاطہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان کو بلوالیا گیا اور جوجگہ ان کے حصہ میں آئی وہ بالکل حضورانور کے سامنے تھی۔ اللہ نے ان کی خواہش پوری کردی۔ انہوں نے اپناہاتھ حضورانورکے ہاتھ پررکھا۔ جلسہ UK سے روحانی طورپرسیر ہوکرآئے۔ اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے پانچ بیعتیں اپنے خاندان اور دوستوں میں سے کرواچکے ہیں اور وصیت کے نظام میں شامل ہونے کی درخواست بھی دے دی ہے۔ ان پانچ بیعتوں میں سے ایک وہ دوست بھی ہیں جو انہیں احمدیت سے واپس لینے آئے تھے اوربفضلہٖ تعالیٰ وہ خوداحمدی ہوگئے۔

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞

عہد وفا

ترى اطاعت میں پیارے آقا مدام سرکوجھکائیں گے ہم
کہ داستانِ وفا میں عالی مثال خودکو بنائیں گے ہم
خدا کے فضل و کرم سے ہم نے کیا ہے عہدِ وفا کو تازہ
جو جذبہ ہائے وفا ہیں دل میں، عمل میں ان کوسجائیں گے ہم
تری محبت ہماری رگ رگ میں جان بن کر رواں ہے پیارے
ترے اشاروں سے دل کی دھڑکن کے زیروبم کوملائیں گے ہم
ہزار بزمِ جہاں میں ہوں گے حسین و دلکش دلوں کے باسی
جوحسن تجھ کو عطا ہواہے بس اس کو دل میں بسائیں گے ہم
خدا نے تجھ کو عطا کیاہے مقامِ چارہ گرِ زمانہ
تری دعاؤں کے فیض سے ہی غم اپنے سارے مٹائیں گے ہم
رہ محبت کی راہبری کا علَم جو تجھ کو عطا ہوا ہے
تمہارے ہاتھوں میں ہاتھ دے کرہی کُوئے جاناں کوجائیں گے ہم
تری امامت سے کر کے بیعت ہوئے ہیں مسرور وشاد پھرہم
تری رفاقت میں چل کے خوابیدہ بستیوں کو جگائیں گے ہم
ترے ہی دم سے ہے اب زمانے میں شمعِ احمدؐ کی ضَوفشانی
جہانِ تیرہ کو روشنی کے تمام رستے دکھائیں گے ہم
تری قیادت میں طے کریں گے ترقیوں کا حسیں سفر ہم
”خدانے چاہاتو کوئی دن میں ظفر کے پرچم اڑائیں گے ہم“

(ضیاءاللہ مبشر۔ جاپان)

قرآن کریم کا صرف ترجمہ پڑھنا کافی ہے کہ نہیں؟

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

ہم ہرگزفتویٰ نہیں دیتے کہ قرآن کا صرف ترجمہ پڑھا جاوے۔ اس سے قرآن کا اعجاز باطل ہوتاہے۔ جوشخص یہ کہتاہے وہ چاہتاہے کہ قرآن دنیا میں نہ رہے بلکہ ہم تو یہ بھی کہتے ہیں کہ جو دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہیں وہ بھی عربی میں پڑھی جاویں۔ دوسرے جواپنی حاجات وغیرہ ہیں ماثورہ دعاکے علاوہ وہ صرف اپنی زبان میں مانگی جاویں۔

ایک شخص نے کہاکہ حضور حنفی مذہب میں صرف ترجمہ پڑھ لینا کافی سمجھا گیاہے۔ فرمایاکہ:

اگرامام اعظم کامذہب ہےتو پھران کی خطاہے۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ265۔جدید ایڈیشن)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر124

اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر(2)

پچھلی قسط میں ہم لکھ آئے ہیں کہ گو اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر کے ابتدائی چند پروگرام مختلف اسلامی موضوعات پر ہوئے لیکن بعد میں عیسائیت کے حملہ کے ردّ میں عیسائی عقائد کے بارہ میں تفصیلی طور پر اس پروگرام میں بات چیت ہوئی۔ یہ پروگرام مارچ 2006ء سے شروع ہو کر ستمبر 2007ء تک صرف عیسائیت کے باطل عقائد کے ردّ میں ہی جاری رہے۔

پروگرام میں شامل ہونے والی شخصیات

ان پروگرامز میں جہاں عرب دنیا کے پڑھے لکھے عیسائیوں اور مسلمانوں نے شرکت کی وہاں بہت بڑے بڑے پادریوں، عیسائی اور مسلمان علماء اور الازہر کے بعض شیوخ واساتذہ نے بھی شمولیت اختیار کی۔ان میں سے مصر کے ایک بہت بڑے عیسائی پادری **عبد المسیح بسیط** اور پادری **متیاس**، **بیت المقدس** کے پادری **پیٹر مدروس** اور **حنار شماوی**، اور شام کے پادری **سمیح الصدی**، لبنان کے پادری **میخائیل** اور پادری **موسیٰ جبریل** وغیرہ شامل ہیں۔نیز عیسائی سکالرز میں سے فرانس سے **ریاض حنا**، مصر کے **السیدجرجس وھانی الکمال**، پروفیسر جورج اور ڈاکٹر **راجی ریاض** وغیرہ ابل ذکر ہیں۔

اسی طرح مسلمانوں میں سے ڈاکٹر عبدالسلام محمد استاد علوم بائبل جامعۃ الأزہر مصر، الازہر کے ہی ڈاکٹر خالد الحسینی، عمر الشاعر اور الشیخ عزت عطیۃ، مکّہ مکرمہ سے محمود الشرباصی صاحب، ابوظبی سے مجدی صاحب، مصر سے الشیخ ابوعبد المنیاوی، شاعر یاسر انور صاحب اور کویت سے علاء سرور اور احمد الشیخ و ڈاکٹر محمد جعارہ، اور لندن سے ردّ عیسائیت میں کئی کتب کے مصنف مکرم شریف سالم صاحب وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

علاوہ ازیں نہ صرف عرب دنیا سے بلکہ یورپ اور آسٹریلیا وافریقہ اور برازیل وغیرہ بلکہ دنیا کے ہر کونے سے فون کے ذریعہ اس پروگرام میں شامل ہونے والوں کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔اور ای میلز کے ذریعہ اس پروگرام پر تبصرہ کرنے اور تجاویز ارسال کرنے والوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔

ان پروگرامز کے بارہ میں مختلف لوگوں کی آراء اور فون کالز اور تبصروں کے درج کرنے سے قبل عیسائیوں کے ساتھ ان پروگرامز کے بعض اہم واقعات کا درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

پروگرام کی مقبولیت

ردّ عیسائیت پر شروع ہونے والے ان پروگرامز کے بارہ میں ایک بات جس کا سب نے اعتراف کیا یہ تھی کہ پروگرام سب کے لئے کھلا ہے اور ہر ایک کو مناسب وقت دیا جاتا ہے، ہر ایک کا احترام کیا جاتا ہے، اور بڑے دوستانہ ماحول میں بحث ہوتی ہے۔ حتی کہ بعض پادریوں کے ساتھ ہنسی مذاق بھی چلتا تھا، اور اگر ریگولر کالرز میں سے کوئی کسی روز شرکت نہ کر سکتا تو اگلے دن اس سے شکوہ بھی کیا جاتا کہ آپ کا انتظار کیا گیا تھا۔

محمد شریف عودہ صاحب کی حضور انور کے ساتھ ملاقات میں خاکسار ایک دفعہ ترجمان کے طور پر حاضر ہوا، اس میں حضور انور نے فرمایا: ہر معاملہ میں آپ دلائل کی رو سے اپنا نقطۂ نظر پوری وضاحت کے ساتھ بیان کردیں، کسی کو زبردستی منوانا یا provoke کرنا تو ہمارا مقصد نہیں ہے۔

خاکسار کے خیال میں سب سے زیادہ برکت حضور انور کے اس ارشاد پر عمل کرنے سے ہوئی۔ کیونکہ دوستانہ ماحول میں نقطۂ نظر خوب واضح کردیا جاتا تھا اور جوش کے مقابلہ پر بعض اوقات جوش بھی نظر آتا تھا، غلط اور خلاف واقعہ وخلاف اخلاق بات کا سختی سے نوٹس بھی لیا جاتا تھا۔ مدّ مقابل کو اصل سوال کا جواب دینے کا ایک دو بار پابند بھی کیا جاتا تھا، لیکن آخری فیصلہ دیکھنے والوں پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس اسلوب کو بہت سراہا گیا اور اس کی وجہ سے پروگرام کی مقبولیت میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا۔

سادہ لوح عیسائیوں کے حیلے

پروگرام کی ابتدا سے ہی مکرم شریف صاحب نے پادریوں کو دعوت عام دینا شروع کی۔شروع میں تو کوئی پادری سامنے نہ آیا، صرف عام عیسائیوں نے آکر دفاع کی کوشش کی لیکن وہ بہت کمزور ثابت ہوئے۔جس کے ردّ عمل کے طور پر بعض سادہ لوح عیسائیوں کی طرف سے بعض حیلے بھی سامنے آئے۔

کئی بار ایسا بھی ہوا کہ بعض عیسائیوں نے اسلامی ناموں کے ساتھ پروگرام میں شرکت کی، لیکن اپنی باتوں سے پہچانے گئے۔مثلاً بعض نے آکر کہا کہ پادری زکریا بطرس اپنی طرف سے تو کچھ نہیں لے کر آیا آخر "ہماری" کتب سے ہی بعض نصوص اس نے پیش کی ہیں، پھر ہمیں اس کو یا اس کے عقائد کو برا بھلا کہنے کا کیا حق ہے؟

کسی نے یہ کہا کہ ہمیں عیسائیوں کے عقائد کو غلط ثابت کرنے کی بجائے اس پادری کی پیش کردہ اسلامی کتب کی نصوص کا دفاع کرنا چاہئے اور ثابت کرنا چاہئے کہ یہ نصوص درست ہیں اور پادری کے لگائے ہوئے بہتان غلط ہیں۔

کسی نے آکر یہ کہا کہ مَیں مسلمان تھا اور عیسائیت کی فلاں خصوصیت اور اسلام کی فلاں خرابی کی وجہ سے عیسائیت قبول کر لی اور مَیں سمجھتا ہوں کہ عیسائیت حق ہے۔وغیرہ وغیرہ۔

اس بات پر چھوٹا سا تبصرہ ضروری ہے۔ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں کہ یہ لوگ حقیقتاً مسلمان تھے یا عیسائی، لیکن جس نہج کی طرف وہ ہمیں لے جانا چاہتے تھے وہ نہج درست نہیں ہے۔افسوس کہ کئی مسلمانوں نے اسی نہج کو اپنایا اور اسلام کے دفاع کی بجائے اس کی حجت کو مزید کمزور شکل میں دنیا کے سامنے پیش کرنے کا باعث ٹھہرے۔جبکہ اس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق جماعت احمدیہ کا موقف بڑا واضح اور دوٹوک ہے کہ تمام امور کو اصل الہامی کتاب کی طرف لوٹا دیں۔اگر یہ نصوص کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے متصادم ہیں تو یہ بجا طور پر مؤلف کی غلطی ہے جس کا اصل اسلامی تعلیمات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، لہذا ہمیں اس کے دفاع کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ہاں جو اصل قرآنی اور صحیح احادیث کی نصوص پر اعتراضات ہیں ان کی وضاحت اور ان کا جواب دینا ہمارا فرض ہے۔اس کے بالمقابل جب بھی دیگر مذاہب کے بارہ میں بات ہوتی ہے تو ہم ان کی الہامی کتب اور ان کی معتبر تحریرات پر ہی بنا کرتے ہیں اور اِدھر اُدھر جانے کی بجائے انہیں ان کے اصلی مصادر تک ہی محدود رہنے کا پابند کرتے ہیں۔اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کا انکار صرف وہی کرے گا جس کی حجت کمزور اور خلاف واقعہ واخلاق وآداب تعلیم ہوگی اور ایسی تعلیم کے الہامی ہونے پر سوال اٹھیں گے۔

پادریوں کی شرکت

عام عیسائیوں کے کمزور دفاع اور ایم ٹی اے کے مسلسل چیلنج کی وجہ سے چرچ پر عیسائیوں نے دباؤ ڈالنا شروع کیا اور بڑے بڑے پادریوں کو دفاع کے لئے فون کرنے پر اکسایا جس کی وجہ سے بالآخر مختلف پادری حضرات نے آکر اپنے عقائد کا دفاع کرنے کی کوشش کی۔ان میں سے دو پادریوں کا ذکر خصوصی طور پر یہاں کرنا ضروری ہے۔

پادری عبد المسیح بسیط کے اعترافات

یہ مصر کے مریم العذراء نامی چرچ کے باقاعدہ پادری، کئی کتب کے مصنف، اور آرتھوڈکس عیسائیوں میں بڑا مقام رکھتے ہیں۔

☆ 5 مئی 2006ء کے پروگرام میں انہوں نے کہا کہ: "اس پروگرام کے بارہ میں جو بات مجھے سب سے زیادہ اچھی لگی ہے وہ یہ ہے کہ یہ سب کے لئے کھلا ہے، مَیں آپ کا یہ پُرشجاعت اقدام قابل رشک ہے۔اور ہم آپ کی وسعت حوصلگی کی داد دیتے ہیں اور آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں"۔

☆ اسی طرح انہوں نے 3 مارچ 2007ء کے پروگرام میں جماعت احمدیہ کے بارہ میں ایک اعتراف کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ:

"احمدیہ فرقہ کی خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ یہ دین کے معاملہ میں جبر واکراہ اور طاقت کے استعمال کو جائز نہیں سمجھتی۔اس لئے اس جماعت میں سے نہ کوئی دہشت گرد ہے نہ پُرتشدد خیالات کا حامل۔"

اسی طرح متعدد پروگرامز میں ان پر اتمام حجت ہوئی اور ان سے جواب نہ بن پڑا۔ چنانچہ انہوں نے اس بات کا سہارا لیا کہ آپ مجھے جواب دینے کے لئے پورا وقت نہیں دیتے، حالانکہ انہیں بعض اوقات ایک گھنٹہ تک فون لائن پر رکھا جاتا تھا۔کئی عیسائیوں نے جوش میں آکر فون کئے اور بعض نے کہا کہ اس پادری کو جواب دینے کا طریق نہیں آتا۔ وغیرہ وغیرہ۔ آخری بار جب ان کو گھیر کر لاجواب کیا گیا تو انہوں نے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے کہا کہ آئندہ میں آپ سے گفتگو نہیں کروں گا اور اپنے پیروکاروں سے بھی کہوں گا کہ آپ کا پروگرام نہ دیکھیں۔لیکن اس کے باوجود لاتعداد عیسائی اور ان کے پادری اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں شرکت کرتے رہے۔

☆ جب ایم ٹی اے 3 شروع ہوا اور نائل 7 پر اس کی نشریات مصر اور دیگر عرب ممالک میں بڑے پیمانے پر دیکھی اور سنی جانے لگیں تو عیسائی حلقوں میں ہلچل مچ گئی۔ چنانچہ ایم ٹی اے کو نائل 7 سے بند کروانے کی کوششیں ہونے لگیں جس کے بارہ میں تفصیلی طور پر بعد میں لکھا جائے گا۔لیکن یہاں یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اس کارروائی کے بارہ میں جب پادری **عبد المسیح بسیط** کی رائے لی گئی تو انہوں نے کہا:

"آپ نے مجھے میرے لوگوں کے سامنے ایسے طور پر پیش کیا ہے کہ گویا مَیں لاجواب ہوگیا ہوں۔ آپ نے چرچ کو اخلاق اور پیار محبت کی تعلیم پھیلانے کے کام سے روک کر اپنے عقیدہ کے دفاع پر مجبور کردیا ہے۔عیسائی لوگ اپنے روزمرہ کے معاشی امور چلانے کی بجائے اب مذہبی امور پر بحث کرنے لگے ہیں۔ اور جو کچھ آپ لوگ پیش کر رہے ہیں وہ عام عیسائیوں کی نظر میں عیسائیت کی عمارت کو زمین بوس کرنے کے مترادف ہے۔"

اتنے بڑے پادری کی زبان سے پوری دنیا کے سامنے اتنا بڑا اعتراف آنحضرت ﷺ کی مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں یَکْسِرُ الصَّلِیْب کی پیشگوئی کے پورا ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

پادری ڈاکٹر پیٹر مدروس

دوسرے پادری پیٹر مدروس ہیں جو القدس کے پادری ہیں اور علم لاہوت میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کی ہوئی ہے۔ان کے ساتھ بھی کئی پروگراموں میں بات جاری رہی اور متعدد دیکھنے والوں نے واضح طور پر اپنی رائے دی کہ پادری صاحب کے پاس کوئی دلیل نہیں یا فلاں بات کا کوئی جواب نہیں۔

☆ نومبر 2006ء میں ہونے والے پروگرام میں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا: مجھ میں اس سوال کے جواب کی اہلیت نہیں ہے۔

☆ بائبل میں تحریف کے موضوع پر اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر کی ایک قسط میں جب چند نصوص پیش کر کے ان سے کہا گیا کہ ان میں اختلاف ہے جو تحریف کا بیّن ثبوت ہے اس پر آپ کا کیا جواب ہے؟ انہوں نے کہا: یہ نصوص ہمیں قبل از وقت دینی چاہئے تھیں تا کہ ہم اس کا جواب تیار کرتے۔اب اچانک ان کے بارہ میں پوچھنا ایک سوچے سمجھے منصوبے کی کوئی کڑی معلوم ہوتا ہے۔ان کی اس بات پر بہت سے مسلمانوں اور عیسائیوں نے تبصرے کئے کہ جب آپ جیسے بائبل کے علماء اور

متخصّصین کو ایسی نصوص کے جواب کے لئے ٹائم چاہئے تو پھر عام عیسائی کا کیا حال ہوگا۔

ایک عراقی کی فون کال

عیسائیوں کے ساتھ پروگراموں میں سے 5/ مارچ 2006ء کو ہونے والے ایک پروگرام میں آئرلینڈ سے ایک عراقی دوست ابوالعبد صاحب نے فون کیا اور پروگرام کی تعریف کی اور اس کے شروع کرنے پر شکریہ ادا کرنے کے بعد الوہیت مسیح پر تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ:

''مَیں عراقی ہوں میری شادی ایک آئرش عورت سے ہوئی ہے جس کی والدہ اپنی شادی سے قبل کیتھولک چرچ میں ایک راہبہ تھیں۔ مَیں نے اپنی بیوی سے شادی سے قبل پوچھا تھا کہ کیا وہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھتی ہے یا خدا کا نبی؟ اس نے کہا کہ مَیں اس بات کو قبول نہیں کرتی کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا ہو سکتے ہیں۔ یہ جان کر مَیں نے شادی کر لی، اور تقریباً سات ماہ کے بعد اس نے خود ہی اسلام قبول کر لیا۔''

ازاں بعد انہوں نے اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں متعدد دفعہ فون کال کی۔ ایک دفعہ کہا کہ مَیں اپنی کیتھولک ساس کو ترجمہ کر کے سناتا ہوں اور وہ بھی اس پروگرام کو اب شوق سے دیکھتی ہیں۔

ایک دفعہ جب اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں عقیدۂ تثلیث کے ردّ میں دلائل دیئے جا رہے تھے تو انہوں نے فون کر کے بتایا کہ ان پروگراموں کے بعد ان کی ساس نے کہا کہ مَیں اسلام تو قبول نہیں کر سکتی ہاں اتنا مجھے یقین ہو گیا ہے کہ خدا ایک ہے اور مسیح خدا نہیں ہے۔

اس کے بعد اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر میں بعض اختلافی مسائل پر مسلمان فرقوں کے ساتھ بات چیت پر مبنی پروگرامز کا سلسلہ شروع ہوا جس میں صداقت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل پر اٹھارہ پروگرام پیش کئے گئے جن کو دیکھنے کے بعد انہوں نے جنوری 2010ء کے پروگرام میں فون کر کے اپنی بیعت کا اعلان کیا۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس دوست کے احمدیت کی طرف سفر کی کسی قدر تفصیل درج کر دی جائے۔

عمومی تعارف

ان کا پورا نام احمد جہاد ہے۔ یورپ منتقل ہو جانے کے باوجود وطن کی سرزمین اور اہل خاندان کی محبت سے مجبور ہو کر عراق آتے جاتے رہتے ہیں جہاں ان کی زمینیں ہیں اور قبیلہ میں خاص مقام ہے۔ جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ عراقی قبائل کی روایت کے مطابق مختلف امور میں مشورہ اور فیصلہ جات کرنے نیز خوشی غمی کی تقریبات کے لئے ہر قبیلہ نے دیوان خانے بنائے ہوتے ہیں اور ان کے قبیلہ کے کل چار دیوان خانوں میں سے دو ان کے خاندان کی ملکیت ہیں۔ اسی طرح قبیلہ میں بھی انہیں خاص مقام حاصل ہے۔

تقدیر خداوندی اور بیعت

یورپ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد ابو العبد صاحب نے عراق میں واپس جا کر رہنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ یکم جنوری 2010ء کو یہ مستقل طور پر عراق واپس جا رہے تھے کہ ترکی سے آگے سفر کرنے سے روک دیئے گئے اور واپس آنا پڑا۔ وجہ یہ ٹھہری کہ ترکی نے حال ہی میں یہ قانون بنایا ہے کہ ترکی کے راستہ عراق کا سفر اختیار کرنے والوں کو ٹرانزٹ ویزے کا حصول ضروری ہے۔ انہیں اس بات کا علم نہ تھا اور ترکی کا ٹرانزٹ ویزہ نہ ہونے کی وجہ سے انہیں وہاں سے واپس بھیج دیا گیا۔

واپس آئے تو ماہ جنوری کا پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر جاری تھا جسے دیکھا تو صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دلائل کے سامنے مجبور ہو گئے اور فون کر کے پروگرام کے دوران ہی جماعت میں شمولیت کا اعلان کیا۔ اور جب یہ بتایا کہ وہ اب مستقل طور پر عراق واپس جا رہے ہیں تو ہانی صاحب نے انہیں کہا کہ جانے سے پہلے ہو سکے تو ملتے جائیں۔ چنانچہ وہ 17/ جنوری 2010ء کو مسجد فضل تشریف لے آئے۔ جہاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات سے بھی مشرف ہوئے۔ بعد ازاں خاکسار نے ان سے کچھ معلومات حاصل کیں جن کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ان کا کہنا ہے کہ شاید اللہ تعالیٰ نے مجھے بیعت کی سعادت عطا فرمانے کے لئے ترکی سے واپسی کے سامان کئے تھے۔

امام مہدی اور والد صاحب کی نصیحت

تین سال قبل آئرلینڈ سے عراق گئے تو ان کی اپنے والد صاحب کے ساتھ امام مہدی کے بارہ میں بات ہوئی۔ اس وقت ان کے والد صاحب نے کہا کہ عین ممکن ہے کہ امام مہدی ظاہر ہو چکے ہوں اور ہمیں ان کے بارہ میں پتہ نہ چل سکا ہو۔ کیونکہ ظہور امام مہدی کی تمام علامات پوری ہو چکی ہیں اس لئے اگر ابھی تک امام مہدی ظاہر نہیں ہوئے تو پھر شاید کبھی ظاہر نہ ہوں۔

ملاقات کے لئے آنے سے قبل

ملاقات کے لئے آنے سے قبل انہوں نے اپنا ایک مفلر دھو کر استری وغیرہ کر کے رکھا ہوا تھا، اور ارادہ تھا کہ حضور انور سے ملاقات ہوئی تو اس مفلر پر حضور انور کے دست مبارک کی لمس عطا فرمانے کی درخواست کریں گے اور پھر عراق واپس جا کر اس مفلر کو اپنے روایتی عمامے کا حصہ بنا لیں گے۔ لیکن گھر سے نکلتے وقت اس مفلر کو ساتھ لینا بھول گئے۔ راستے میں جب یاد آیا تو یہی بات ذہن میں آئی کہ شاید اللہ تعالیٰ اس کی جگہ حضور انور کا کوئی اور تبرک عطا فرما دے۔

بہن کا استخارہ

انہوں نے بتایا کہ ان کا خاندان شروع سے ہی صوفیانہ خیالات کا حامل اور صوم وصلاۃ کا پابند ہے اور ہر اہم معاملہ میں استخارہ کرنا خاندان کی روایات میں شامل ہے۔ انہوں نے اپنے احمدیت قبول کرنے کے بارہ میں عراق میں اپنے اہل خانہ کو ابھی نہیں بتایا تھا، لہذا ملاقات کے لئے آنے سے قبل اپنی بہن سے کہا کہ مَیں ایک فیصلہ کرنے والا ہوں جس کی بنا پر ہو سکتا ہے ہمارے عائلی تعلقات میں بہت بڑی تبدیلی آ جائے اس لئے آپ استخارہ کریں۔ لندن آنے سے ایک دن پہلے ان کی بہن نے بتایا کہ مَیں نے استخارہ کے بعد رؤیا میں دیکھا کہ آپ بستی کے ایک اور شخص کے ساتھ حج کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔ دونوں نے بہت اچھا لباس پہنا ہوا ہے لیکن آپ کے سر پر ہمارے روایتی عمامے کی بجائے ہندوستانی طرز کا پگڑا ہے۔ یہ سمجھ گئے کہ اس خواب کی تعبیر کیا ہے اور دل میں حضرت احمد ہندی علیہ السلام کی بیعت کے لئے مزید انشراح پیدا ہو گیا۔

ملاقاتِ حبیب

18 جنوری 2010ء کو حضور انور کے ساتھ ان کی ملاقات تھی جس میں خاکسار کو بطور ترجمان حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ جب یہ ملاقات کے لئے حضور انور کے آفس میں داخل ہوئے تو پہلے اپنا کوٹ اتار کر الٹایا اور پھر الٹا پہن کر حضور انور کی دست بوسی اور معانقہ کا شرف حاصل کیا۔

حضور انور نے ان سے پوچھا کہ کیا انہوں نے اپنی کسی قبائلی روایت کی بنا پر ایسا کیا ہے یا اس کا کوئی اور سبب ہے؟ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ مَیں نے یہ نذر مانی ہوئی تھی کہ جب بھی خلیفہ وقت سے ملاقات ہوگی تو مَیں ان کا دست مبارک تھام کر عہد کروں گا کہ جس طرح مَیں نے اپنا کوٹ الٹایا ہے اسی طرح مَیں اپنی پرانی گناہ آلود زندگی کو یکسر بدلنے کی کوشش کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے انہی الفاظ میں حضور انور کے سامنے اپنا عہد بھی دہرایا۔

ملاقات کے بعد انہوں نے بتایا کہ ان کے علاقہ میں جب بارش نہیں ہوتی تو لوگ الٹے کپڑے پہن کر میدانوں میں نکل کر دعائیں کرتے ہیں۔ لہذا اس طریق کو اپنانے سے ایک مقصد یہ بھی تھا کہ حضور کی دعا سے مجھ پر خدا تعالیٰ کی رحمت کی بارش کا نزول ہو جائے۔

جب حضور انور نے ازراہِ شفقت انہیں ''اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ'' والی انگوٹھی عطا فرمائی تو آبدیدہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ مجھے پورا یقین تھا کہ حضور انور کی طرف سے مجھے کوئی تبرک ضرور ملے گا۔

ان کی دستی بیعت کی خواہش پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر آپ جلسہ پر آ سکتے ہیں تو وہاں عالمی بیعت میں شرکت سے آپ کی یہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ حضور انور کا ارشاد میرے لئے فرض واجب کی حیثیت رکھتا ہے اور میں ایسا ہی کروں گا۔ (چنانچہ جلسہ سالانہ برطانیہ پر پہلے دن تو یہ نہ پہنچ سکے، تاہم عالمی بیعت میں شرکت کی اور حضور انور کے ارشاد کی تعمیل کی اور اپنے وعدہ کو پورا کیا اور بتایا کہ ان کے اہل خانہ میں سے والد اور بہنوں سمیت کئی افراد نے احمدیت قبول کر لی ہے۔)

حضور انور کی دعاؤں اور نصائح لینے کے دوران ہی بات بات پر جذباتی ہو جاتے اور شدت جذبات سے شعر نما بعض جملے بولنے لگتے تھے جن میں ان کے احساسات کا اظہار پنہاں تھا۔

ایک عجیب خواہش

ملاقات کے ایک دو روز بعد انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ بیت المال سے مجھے ایک پونڈ اگر عطا ہو تو عراق میں جا کر وہ اسے اپنے اموال میں برکت کی خاطر رکھیں گے۔ چنانچہ بیت المال سے انہیں ایک پاونڈ تبدیل کروا کے دے دیا گیا۔

اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر کے ذریعہ بیعت کرنے والے مکرم ابوالعبد صاحب کے بارہ میں تفاصیل درج کرنے کے بعد اگلی قسط میں اَلْحِوَارُ الْمُبَاشِر کے بارہ میں مزید امور بیان کئے جائیں گے۔ انشاءاللہ۔

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞۞

گوشت خوری

آریوں کے مسئلہ گوشت خوری کا ذکر چلا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

''انسانی زندگی کے واسطے دوسری اشیاء کی ہلاکت لازمی پڑی ہوئی ہے۔ مثلاً دیکھو ریشم جب ہی حاصل ہوتا ہے جب ریشم کے کیڑے مریں۔ پھر شہد کی مکھّی کب چاہتی ہے کہ اس کا شہد لیا جاوے۔ اکثر جونکیں خون پی کر مر جاتی ہیں۔ پھر ہوا میں کیڑے ہیں جو سانس سے مرتے ہیں۔ جب یکجائی نظر سے خدائی کے کل دائرے کو دیکھا جاوے تو پھر سمجھ میں آتا ہے کہ دنیا میں سلسلہ آکل اور ماکول کا برابر جاری ہے اور اس کے بغیر دنیا رہ ہی نہیں سکتی کہ بعض کی جان لی جاوے۔ ورنہ اس طرح تو پھر کدّو دانہ وغیرہ کیڑے جو پیٹ میں پیدا ہوتے ہیں ان کو بھی نہ مارنا چاہئے''۔

ایک شخص نے کہا کہ حضور آریہ اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ جو انسان کی طاقت سے باہر امر ہے اس میں اس پر الزام نہیں۔ فرمایا کہ:

''طاقت سے باہر تو وہ کہا جاوے گا جس کا تعلق انسانی زندگی سے نہ ہو اور جو اس کے اندر ہے وہ سب طاقت میں ہوگا۔ خدا تعالیٰ کا ہی یہ منشاء ہے کہ انسانی حفاظت کے واسطے بہت جانوں کو لیا جاوے۔ پھر فطرت انسانی میں بعض قویٰ ایسے ہیں کہ اگر گوشت نہ کھایا جاوے تو ان کا نشوونما ہو ہی نہیں سکتا۔ شجاعت پیدا ہی نہیں ہوتی۔ اس لئے سکھ وغیرہ اقوام جو گوشت خور ہیں وہ نسبتاً شجاعت بہت زیادہ رکھتے ہیں۔

اس پر اعتراض کیا گیا کہ بنگالی گوشت خور ہیں مگر وہ ایسے بہادر نہیں ہوتے۔ فرمایا:

''ایسی حالتوں میں قوموں کی مجموعی حالت کو دیکھا کرتے ہیں کہ کس قدر اقوام گوشت خور ہیں اور کس قدر نہیں۔ پھر مقابلةً دیکھا جاوے کہ کونسی اقوام شجاعت میں بڑھ کر ہیں''۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 267. جدید ایڈیشن)

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

خطبہ جمعہ

مَیں ان تمام احمدیوں سے کہتا ہوں جو آج کل مختلف قسم کی تکالیف کے دور سے گزر رہے ہیں جو مجھے خط لکھتے ہیں اور مخالفین کی کمینی حرکات سے بچنے کے لئے دعا کے لئے کہتے ہیں کہ اپنی دعاؤں میں وہ بھی مزید توجہ پیدا کریں۔ جو لوگ براہِ راست تکلیفوں میں گرفتار نہیں ہیں وہ بھی اپنے بھائی، اپنی بہنوں اور اپنے بچوں کی تکالیف کا خیال کرتے ہوئے ان کے لئے دعائیں کریں۔

دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہر احمدی کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کے لئے ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کردیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔

آج یہ ظلم کرنے والے اپنے زعم میں، اپنے آپ کو تمام طاقتوں کا مالک سمجھ رہے ہیں لیکن وقت آئے گا کہ یہی لوگ ان مومنین کے، ظلم سہنے والوں کے زیرِ نگیں کئے جائیں گے۔

ہماری فتح کا ہتھیار تو یہ دعائیں ہی ہیں اور یہی ہتھیار ہے جو دشمن کے شر ان پر الٹائے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ جس شدت اور تڑپ کے ساتھ ہم اس ہتھیار کو استعمال کریں گے اُسی قدر جلد ہم احمدیت کی فتح کے نظارے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 3/دسمبر 2010ء بمطابق 3/فتح 1389 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

دشمن جب اپنی دشمنی کی انتہا کو پہنچتا ہے، اللہ والوں کو ختم کرنے کے لئے ہر قسم کے حیلے اور حربے استعمال کرتا ہے، مختلف طریقے سے نقصان پہنچانے کے لئے منصوبہ بندیاں کرتا ہے، جانی اور مالی نقصان پہنچانے کے لئے جو بھی اس سے بن پڑتا ہے کرتا ہے۔ ہر عمر اور ہر طبقے کے افراد کو ہر وقت ذہنی اذیتیں پہنچانے کے لئے اور ان کا ذہنی سکون برباد کرنے کے لئے گھٹیا ترین اور انسانیت سے گرے ہوئے کام کرتا ہے۔ حتیٰ کہ نہ بچے کا لحاظ، نہ بوڑھے کا لحاظ، نہ عورت کا لحاظ رہتا ہے۔ ظالمانہ اور بہیمانہ روشیں اپنا لیتا ہے تا کہ ان اللہ والوں کو اللہ کی رضا کے حصول سے دور ہٹانے کی کوشش کرے۔ تو اُس وقت صبر و استقامت دکھانے والے مؤمنین اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے مدد مانگتے ہیں۔ دشمن کی اس انتہا اور اس کے نتیجے میں مومنین کی اس کیفیت کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک شعر میں یوں کھینچا ہے۔ فرمایا۔

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

پس یہ وہ نقشہ ہے جو مجبور و مظلوم مؤمنین کا اُن کی مجبوری اور مظلومیت کی حالت اور اُس کے ردّ عمل کے طور پر ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ اور آج یہ کیفیت اس روئے زمین پر دنیا کے بعض مسلمان ممالک میں سوائے احمدیوں کے کہیں اور ہمیں نظر نہیں آتی اور پاکستان میں اس کی انتہا آئے دن ہمیں دیکھنے میں آتی ہے۔

اس شعر میں جہاں ایک طرف دشمن کی انتہائی حالت کا ذکر ہے تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے اور صبر و استقامت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حضور مزید جھکتے چلے جانے والوں کا ذکر ہے۔ دشمن پر واضح کیا گیا ہے کہ تم نے تو یہ شورشیں، یہ زیادتیاں، یہ ظلم، یہ بربریت ہم پر اس لئے روا رکھی کہ ہم تمہاری بات مان کر تمہارے پیچھے چل پڑیں گے۔ تمہارے آگے ہاتھ جوڑ کر رحم کی بھیک مانگیں گے۔ تمہارے پاؤں پڑ کر تم سے زندگی کی فریاد کریں گے لیکن یہ سب تمہاری بھول ہے۔ ہم تو اُس عظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں جس نے خود بھی صبر اور عالی ہمتی کا عظیم نمونہ دکھایا اور اپنے صحابہ میں بھی قوتِ قدسی سے وہ جذبہ پیدا کیا جس نے صبر و استقامت کے وہ عظیم معیار قائم کر دیئے جن کا ذکر مَیں نے گزشتہ خطبات میں کیا تھا۔ ظلم و تعدی نے اُن سے اَحد اَحد کا نعرہ تو لگوایا لیکن کسی بُت کے بڑا ہونے کا نعرہ نہیں لگوایا۔ ظلم بڑھے تو ان کی سجدہ گاہیں اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے ہوئے تو تر ہوئیں، کسی بُت یا بُت کے پجاری کے آگے ماتھا ٹیک کر گڑگڑاتے ہوئے نہیں۔ پس جب ہمیں حکم ہے کہ اُن نمونوں کو پکڑو تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم اس اَصل کو بھول کر ان دشمنوں کے پیچھے چل پڑیں، ان مخالفینِ احمدیت کے پیچھے چل پڑیں۔ ہمیں ہمارے ایمان سے ہٹانے کی ہر کوشش اِنہی پر الٹ جائے گی۔ ان کے تمام منصوبے اکارت جائیں گے۔ ان کی خواہشات کبھی پوری نہیں ہوں گی، اس لئے کہ ہم نے اپنے سچے وعدوں والے خدا کو پہچان لیا ہے۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ساتھ خدا تعالیٰ کی فعلی شہادتوں کو پورا ہوتے دیکھ لیا ہے۔ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو پورا ہوتے دیکھ لیا ہے تو پھر ہم ان ڈرانے والوں اور ان کے ظلموں کی وجہ سے اپنے خدا کو کس طرح چھوڑ دیں جس نے جماعت کو ہر آزمائش میں اور ہر ابتلاء سے دلوں کی تسکین پیدا کرتے ہوئے گزارا ہے۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلامِ صادق پر ایمان اور یقین میں مزید پختہ کیا ہے۔ پس یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے خدا کو چھوڑ کر ان جیسوں کو جن کی ہمارے نزدیک ایک کوڑی کی بھی حیثیت نہیں ہے، خدا بنا لیں۔ اپنے ایمانوں کو ضائع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے دنیا و آخرت میں پیار سے محروم ہو جائیں۔ اگر یہ ان لوگوں کی سوچ ہے تو ان جیسا شائد ہی دنیا میں اور روئے زمین پر کوئی پاگل ہو۔ اگر اس سوچ کے ساتھ یہ احمدیوں پر سختیاں اور تنگیاں وارد کر رہے ہیں تو یہ ان کی بھول ہے۔ یہ مشکلات اور تکلیفیں تو ہمیں خدا تعالیٰ سے دور ہٹانے کی بجائے اس کے قریب تر کر دیتی ہیں۔ ہم تو اُن ایمان کا عرفان رکھنے والوں میں شامل ہیں اور شامل ہونے کی کوشش کرتے ہیں جن کے بارے میں قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (آل عمران: 174)

یہ وہ لوگ ہیں جنہیں دشمنوں نے کہا تھا کہ لوگ تمہارے خلاف جمع ہو گئے ہیں اس لئے تم اُن سے ڈرو۔ اس بات نے ان کے ایمان کو اور بھی بڑھا دیا۔ اُن کو ایمان میں اور بھی مضبوط کر دیا اور انہوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کی ذات ہی کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ پس دشمن کا جتھہ، اُس کا ایک ہونا ہمیں ایمان میں بڑھاتا ہے۔ اس بات سے تو ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوتی دیکھتے ہیں۔ اُس پر مزید یقین قائم ہوتا ہے کہ مسیح موعود کے زمانے میں اللہ تعالیٰ کی تائید یافتہ جماعت کے مقابلے

میں تمام دوسرے گروہ اور فرقے ایک ہو جائیں گے اور وہ ہو گئے۔ اور جب یہ ایک ہوں گے جس طرح ماضی میں انبیاء کی جماعتوں کے ساتھ ایک ہوتے رہے تو اللہ والے اُس یار میں ڈوب جاتے ہیں۔ اس کی پناہ میں جا کر یہ اعلان کرتے ہیں کہ حَسْبُنَا اللّٰہُ ۔ اللہ ہمیں کافی ہے۔ ہمیں اور کسی پناہ گاہ کی ضرورت نہیں۔ ہم صرف اور صرف اپنے خدا کی پناہ میں آتے ہیں جو حسیب ہے جو ہمارے دشمنوں کو سزا دینے کے لئے کافی ہے۔ جو دشمنوں سے بدلہ لینے کے لئے کافی ہے اور نہ صرف یہ کہ دشمن سے بدلہ لیتا ہے بلکہ اُن ظلموں اور تکلیفوں کو برداشت کرنے کی وجہ سے مومنین کو انعامات سے بھی نوازتا ہے۔ پس یہاں اللہ تعالیٰ کے حسیب ہونے کے معانی ہر پہلو کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ اور کیوں اللہ تعالیٰ مومنین کے لئے ہر لحاظ سے کافی نہ ہو؟ وہ بہترین کارساز ہے۔ اس سے زیادہ اور کون ہے جو اپنے بندوں کے معاملات کو سمجھ سکتا ہے۔ جب بندہ مکمل طور پر اُس کے آگے جھکتے ہوئے اُس کے سامنے اپنے تمام معاملات رکھ کر اُس پر انحصار کرتا ہے تو پھر جہاں وہ اپنی طرف جھکنے والوں کے دشمنوں کی پکڑ کرتا ہے وہاں اپنے انعامات کا اعلان کرتے ہوئے بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ کی خوشخبری بھی دیتا ہے۔ اس کی وضاحت بھی میں گزشتہ خطبات میں کر چکا ہوں۔ اور پھر یار میں نہاں ہونے والے جوان سب تکلیفوں کو جو خدا تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے انہیں دی جاتی ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر انہیں برداشت کرتے ہیں اُن کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ (البقرۃ:158)۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے ربّ کی طرف سے برکتیں نازل ہوتی ہیں اور رحمت بھی اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔ پس جو تمام تر تکالیف میں، تمام تر مشکلات میں، ہر قسم کی ذہنی اذیتوں سے گزرنے کے باوجود خدا تعالیٰ کا دامن نہیں چھوڑتے بلکہ پہلے سے بڑھ کر اس میں نہاں ہونے کی کوشش کرتے ہیں، اس میں ڈوبنے کی کوشش کرتے ہیں، اُس سے چمٹنے کی کوشش کرتے ہیں تو اُن لوگوں کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہیں روحانی بلندیاں بھی ملیں گی اور مادی اور دنیاوی انعامات بھی ملیں گے۔ اور ان لوگوں کو یہ سند بھی اللہ تعالیٰ دیتا ہے کہ تمہی ہدایت پر ہو۔ اب مخالفین احمدیت لاکھ کہیں کہ دیکھو تمہارے بارہ میں ہم سب ایک ہیں اور تمہیں اسلام سے خارج کرنے کا ایک فیصلہ کیا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم حق پر ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابتلاؤں اور آزمائشوں میں جب مومن میری طرف جھکتے ہیں اور میری خاطر تکالیف برداشت کرتے ہیں، جھتوں کے مقابلے پر اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہیں اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہہ کر ہر تکلیف پر، ہر مصیبت پر، ہر ابتلا پر خاموش ہو جاتے ہیں تو یہی ہدایت یافتہ ہیں۔ مخالفین کا ایک ہونا انہیں ہدایت یافتہ ثابت نہیں کرتا بلکہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا تھا کہ مسیح موعودؑ کے زمانے میں تمام فرقے ایک ہو جائیں گے۔ اور ایک ہی فرقہ ہوگا جو ہدایت پر قائم ہوگا۔ پس یہ دلیل تو ان کے خلاف جاتی ہے۔ ان کا ایک ہونا جیسا کہ مَیں نے کہا اُن کو ہدایت یافتہ نہیں بناتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور اس کے آگے جھکنا، غموں اور دکھوں میں بجائے بدلے لینے کے صبر اور استقامت دکھاتے ہوئے انہیں برداشت کرنا اور برداشت کرتے چلے جانا اور اللہ تعالیٰ کے حضور مزید جھکتے چلے جانا، یہی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور رحمتوں کا وارث بناتی ہیں۔ اور یہی گروہ ہے جو آج بے شک اقلیت میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نظر میں یہ ہدایت یافتہ ہے اور دنیا کی ہدایت کا باعث بننے والا ہے انشاء اللہ۔ پس اس مقام کو حاصل کرنے کے لئے، رحمتوں اور برکتوں کے حصول کے لئے، ہدایت یافتہ کہلانے کا حق دار بننے کے لئے، اپنے خدا کی رحمتوں اور برکتوں کی تلاش میں ڈوبنا ضروری ہے اور پہلا قدم بندے نے اٹھانا ہے۔ پھر بندہ خدا تعالیٰ کے انعاموں کا وارث بنتا ہے۔ جب انسان اپنے پیارے خدا میں جو اپنے آگے جھکنے والوں کو اپنے راستے دکھاتا ہے جو گو بظاہر ایک دنیادار کو نظر نہیں آتا لیکن ہر جگہ موجود ہے۔ ایک مومن کی آنکھ تو اسے دیکھ رہی ہوتی ہے اور پھر ان پر اپنی جلوہ گری بھی کرتا ہے۔ وہ اپنے انعامات سے پہچانا جاتا ہے۔ دعاؤں کی قبولیت سے پہچانا جاتا ہے۔ جب اس کے بندے دنیا والوں کی تکالیف سے پریشان ہو کر اس کے حضور جھکتے ہیں تو وہ دوڑ کر آتا ہے اور اپنے بندوں کو اپنے حصارِ عافیت میں لے لیتا ہے۔ دشمنوں سے خود بدلے لیتا ہے اور اپنے بندے کو انعامات سے نوازتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس تمام قدرتوں والے اور برکتیں عطا کرنے والے، رحم کرنے والے، دعاؤں کو سننے والے خدا میں ڈوب جاؤ۔ اس کی پناہ میں آنے کی کوشش کرو۔ اور یہی نسخہ ہے جو مومنین کے ہمیشہ کام آتا ہے۔ پس دنیا جب بھی ان اللہ والوں کی طرف اپنے زعم میں ہر بُری چیز پھینک رہی ہوتی ہے۔ ہر قسم کی تکلیف انہیں پہنچانے کی کوشش کر رہی ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ اور اس کے فرشتے یار میں نہاں ہونے والوں کے اوپر ہر رحمت اور برکت برسا رہے ہوتے ہیں۔ اور اللہ بھی اور فرشتے بھی یہ اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ اے دنیا والو! تم جتنے چاہو ان پر فتوے لگا کر اُن پر ظلم و تعدی کے بازار گرم کرو لیکن یاد رکھو کہ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کے وارث ہیں اور یہی لوگ اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہدایت یافتہ ہیں اور اب دنیا کی ہدایت بھی انہی لوگوں سے وابستہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے میری باتوں پر ایمان لاتے ہوئے زمانے کے امام کو مانا۔

پس مَیں ان تمام احمدیوں سے کہتا ہوں جو آج کل مختلف قسم کی تکلیف کے دور سے گزر رہے ہیں۔ جو مجھے خط لکھتے ہیں اور مخالفین کی کمینی حرکات سے بچنے کے لئے دعا کے لئے کہتے ہیں کہ اپنی دعاؤں میں وہ بھی مزید توجہ پیدا کریں۔ جو لوگ براہِ راست تکلیفوں میں گرفتار نہیں ہیں وہ بھی اپنے بھائی، اپنی بہنوں اور اپنے بچوں کی تکالیف کا خیال کرتے ہوئے ان کے لئے دعائیں کریں۔ صرف اپنے نفس کو ہی سامنے نہ رکھیں، صرف اپنی مشکلات جو دنیاوی مشکلات ہیں اُنہیں ہی سامنے رکھتے ہوئے پریشان نہ ہو جایا کریں بلکہ ظلم کی چکی میں پسنے والے اپنے بھائیوں، اپنی بہنوں اور بچوں کو سامنے رکھیں۔ ہمدردی کے جذبے سے کی گئی یہ دعائیں آپ کو بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا وارث بنا ئیں گی۔ حقیقی ہدایت یافتہ تو وہی ہے جو حقیقی مومن ہے اور حقیقی مومن وہ ہے جو اپنے مومن بھائی کے درد کو بھی، اُس کی تکلیف کو بھی اپنے درد اور اپنی تکلیف کی طرح محسوس کرتا ہے۔ جس طرح جسم کا ایک عضو تکلیف میں ہو تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے اس طرح ایک مومن دوسرے مومن کی تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ پس ان حالات میں دنیا بھر کی جماعتوں کے تمام افراد کو میں خاص طور پر اپنے مظلوم اور تکلیف اور مشکلات میں گرفتار بھائیوں کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ ہر احمدی کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کے لئے ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ جو ظالمانہ قوانین کی وجہ سے اپنی شہری اور مذہبی آزادیوں سے محروم کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔

پس اگر ہر احمدی اپنے دل کی بے چینی کو خدا تعالیٰ کے حضور پہلے سے بڑھ کر پیش کرے گا تو وہ خود مشاہدہ کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر اس پر کس طرح پڑ رہی ہے۔ پہلے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حصار میں لے لے گا۔

بعض طلباء بھی مجھے خط لکھتے ہیں، طالبات بھی لکھتی ہیں کہ ہمارے کالجوں، سکولوں، یونیورسٹیوں میں ہمارے ساتھی غیر از جماعت طلباء و طالبات ہمیں تنگ کرتے ہیں، مختلف قسم کے طعنے دیتے ہیں۔ پڑھائی میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ حتی کہ جو ٹیچرز اور پروفیسر ہیں وہ بھی اتنی گھٹیا سوچ کے ہو گئے ہیں کہ اپنے پیشے کی اخلاقیات کو بھی بھول گئے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ استاد ایک خاص عزت کا مقام رکھتا تھا، اس کی ایک پہچان تھی۔ قطع نظر مذہب کے ہر طالب علم کا ہمدرد بن کر اس کے علم کی پیاس بجھانے کی کوشش کرتا تھا اور یہ ایک استاد کے فرائض تھے۔ لیکن آج اخلاقیات کے دعویدار اور اپنے آپ کو سب سے اچھا مسلمان کہنے والے اپنے معزز پیشے کی بھی دھجیاں اڑا رہے ہیں اور اس پر پھر دعویٰ بھی ہے کہ یہ مذہبی غیرت ہے جس کا اظہار ہم کر رہے ہیں۔ یہ مذہبی غیرت نہیں، یہ جہالتوں کی انتہا ہے۔ جو شخص اپنے پیشے سے انصاف نہیں کر سکتا اس نے اسلام کی بنیادی تعلیم ہی نہیں سمجھی۔ جو شخص اپنے کینے اور بُغض کی وجہ سے انصاف کو قائم نہیں رکھ سکتا وہ اسلام کی بنیادی تعلیم سے بھی روگردانی کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا (المائدۃ:9) کہ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس کام پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف سے کام نہ لو۔ پس یہ لوگ پڑھے لکھے جاہل ہیں جو جاہل ملاؤں کے پیچھے چل کر نہ صرف یہ کہ اپنے پیشے سے بے انصافی کر رہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے واضح حکم کی بھی نافرمانی کر رہے ہیں۔ اور پھر دعویٰ یہ ہے کہ ہم وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔ پس ایک مومن کے لئے ان تمام ظلموں اور زیادتیوں کا ایک ہی حل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائیں۔ یارِ نہاں میں نہاں ہونے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں، اس میں ڈوب جائیں۔ اب یہ زیادتیاں اور یہ ظلم جو ہیں یہ صرف پاکستان تک نہیں ہیں بلکہ بعض مسلمان امیر ممالک ہیں جو اپنے تیل کی دولت کے بل بوتے پر غریب ملکوں میں بھی نفرتوں کی دیواریں کھڑی کر رہے ہیں۔ دلیل سے مقابلہ تو یہ لوگ کر نہیں سکتے۔ اگر اس سے کریں تو یہ اُن کا حق ہے کہ کریں۔ لیکن ان کے پاس دلیل ہے کوئی نہیں، اس لئے سوائے بُغض اور کینہ اور نفرتوں کی دیواریں کھڑی کرنے کے ان کا کوئی کام نہیں رہا۔ جن غریب ملکوں کو اور خاص طور پر افریقہ کے بعض ممالک کو مدد دیتے ہیں، ایڈ مہیا کرتے ہیں تو وہاں اپنی دولت کے بل بوتے پر احمدیوں پر بعض پابندیاں لگوانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ لیکن احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے مضبوط ایمان کے ہیں، ان کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

پھر یہ دعویٰ بھی یہی لوگ کرتے ہیں کہ ہم اہلِ عرب ہیں۔ ہم سے زیادہ قرآن کو کون جانتا ہے؟ لیکن اس ایک حکم کو جس کی مَیں نے بات کی ہے کہ کسی قوم کی دشمنی تمہیں بے انصافی پر مجبور نہ کرے، اس کو تو یہ سمجھنا نہیں چاہتے اور نہ سمجھتے ہیں نہ اس پر عمل کرتے ہیں۔ قرآن جاننا ایک علیحدہ چیز ہے، بے شک جانتے ہوں گے لیکن قرآنی احکامات کو بھول گئے ہیں۔ اسی لئے اس زمانے میں مسیح و مہدی کی ضرورت تھی جو ان کو راہِ راست پر لائے جس کو یہ لوگ اب قبول کرنا نہیں چاہتے۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے بجائے اسلام کی خدمت کرنے کے اسلام کو بدنام کیا ہوا ہے۔ آج اسلام کے خلاف دنیا میں جو مختلف محاذ کھڑے ہو رہے ہیں اور ہوئے ہوئے ہیں اس کے ذمہ دار یہی لوگ ہیں جو اپنے زعم میں اسلام کے علمبردار بنے ہوئے ہیں۔ بلکہ اس قسم کی حرکات کر کے یہ مخالفین اسلام کے بھی مددگار بن رہے ہیں۔ اور کوئی بعید نہیں کہ مخالفینِ اسلام کی شہ پر ہی یہ اس قسم کی منصوبہ بندیاں کر رہے ہوں۔ اور ان کی عقل پے پردے پڑ گئے ہیں کہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسلام کو یہ تو ختم نہیں کر سکتے۔ یہ

دین تو اس لئے آیا تھا کہ اس نے پھیلنا ہے اور پھلنا ہے اور بڑھنا ہے اور انشاء اللہ بڑھے گا اور اسی لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا جو جری اللہ بن کر آئے اور اب آپ کی جماعت کا یہ کام ہے کہ اس دین کے پھیلانے کے لئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے لئے اپنی سرتوڑ کوشش کرے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہم کرتے رہیں گے۔

پس پھر میں اپنی پہلی بات کی طرف آتا ہوں کہ دشمن کے تمام حربوں، حیلوں کا مقابلہ چاہے وہ پاکستان میں ہیں، ہندوستان کے بعض علاقوں میں ہیں، بعض افریقن ممالک میں ہیں جیسا کہ میں نے بتایا۔ انڈونیشیا میں گزشتہ دنوں احمدیوں کے خلاف ایک جگہ پر ایک جزیرے میں فساد اٹھایا گیا۔ وہ احمدی جن کے خلاف چند سال پہلے ظلم روا رکھا گیا تھا اور ان کے گھروں کو جلایا گیا تھا، توڑ پھوڑ کی گئی تھی، ان کو گھروں سے نکالا گیا تھا، وہ ایک عرصے کے بعد جب دوبارہ حکومت کے کہنے پر ہی اپنے گھر میں آباد ہونے کے لئے آئے تو پھر انہی شدت پسند مُلّاؤں نے جن کو بعض حکومتیں پیسے دے رہی ہیں اُن کے گھروں کو دوبارہ جلایا اور ان کو مارا پیٹا اور پھر آخر حکومت نے ان کو کہا کہ تم واپس انہی جگہوں پر چلے جاؤ جہاں پر پہلے تھے اور اپنے گھر بار ان کو چھوڑنے پڑے، اپنی جائیدادیں چھوڑنی پڑیں۔ پس جب یہ ظلم روا رکھے جاتے ہیں اور رکھے جا رہے ہیں تو مومنین جو ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے چلے جاتے ہیں اور جھکتے چلے جائیں گے اور یہی ہتھیار ہیں جو ہماری فتح کے ہتھیار ہیں۔ آج یہ ظلم کرنے والے اپنے زعم میں اپنے آپ کو تمام طاقتوں کا مالک سمجھ رہے ہیں لیکن وقت آئے گا کہ یہی لوگ ان مومنین کے ظلم سہنے والوں کے زیرِ نگیں کئے جائیں گے۔ ہماری فتح کا ہتھیار تو یہ دعائیں ہی ہیں اور یہی ہتھیار ہے جو دشمن کے شر ان پر الٹائے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس کچھ نہیں۔ جس شدت اور تڑپ کے ساتھ ہم اس ہتھیار کو استعمال کریں گے اُسی قدر جلد ہم احمدیت کی فتح کے نظارے دیکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارہ میں فرماتے ہیں کہ:

’’یہ سب مقاصد جو ہم حاصل کرنا چاہتے ہیں صرف دعا کے ذریعہ سے حاصل ہو سکیں گے۔ دعا میں بڑی قوتیں ہیں‘‘۔ فرمایا ’’خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہوگا دعا ہی کے ذریعہ ہوگا۔ ہمارا ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس کے سوائے اور کوئی ہتھیار میرے پاس نہیں۔ جو کچھ ہم پوشیدہ مانگتے ہیں خدا تعالیٰ اسے ظاہر کر کے دکھا دیتا ہے‘‘۔ فرمایا ’’اسلام کے واسطے اب یہی ایک راہ ہے جس کو خشک مُلّا اور خشک فلسفی نہیں سمجھ سکتا۔ اگر ہمارے واسطے لڑائی کی راہ کھلی ہوتی تو اس کے لئے تمام سامان بھی مہیا ہو جاتے۔ جب ہماری دعائیں ایک نقطہ پر پہنچ جائیں گی تو جھوٹے خود بخود تباہ ہو جائیں گے‘‘۔ فرمایا ’’ہمارے نزدیک دعا سے بڑھ کر اور کوئی تیز ہتھیار ہی نہیں۔ سعید وہ ہے جو اس بات کو سمجھے کہ خدا تعالیٰ اب دین کو کس راہ سے ترقی دینا چاہتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 36 جدید ایڈیشن)

پس یہ ہتھیار ہے جس کو ہم نے استعمال کرنا ہے، یہ ہتھیار ہے جس کے استعمال کی انتہا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی ہے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا ہم یارِ نہاں میں نہاں ہونے کا حق بھی ادا کر سکتے ہیں جب اپنے فرائض کے ساتھ ہم اپنے نوافل کی ادائیگی اور دعاؤں کو اس کے نکتہ عروج پر پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

دعا کی اہمیت کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض مزید ارشادات پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: ’’سب سے عمدہ دعا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا مندی اور گناہوں سے نجات حاصل ہو‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 30 جدید ایڈیشن)

(اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے، گناہوں سے نجات حاصل ہو جائے تو پھر مومن کی باقی دعائیں بھی جلدی جلدی قبولیت پاتی چلی جاتی ہیں)۔

پھر فرمایا ’’ہمارا تو سارا دارومدار ہی دعا پر ہے۔ دعا ہی ایک ہتھیار ہے جس سے مومن ہر کام میں فتح پا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومن کو دعا کرنے کی تاکید فرمائی ہے بلکہ وہ دعا کا منتظر رہتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 39۔ جدید ایڈیشن) (اللہ تعالیٰ تو اس بات کے انتظار میں رہتا ہے کہ کب مومن مجھ سے مانگے اور میں اسے دوں، بشرطیکہ دعا کا حق ادا کرتے ہوئے دعا کی جائے)

پھر ایک جگہ آپ فرماتے ہیں: ’’دعا کی مثال ایک چشمۂ شیریں کی طرح ہے جس پر مومن بیٹھا ہوا ہے۔ وہ جب چاہے اس چشمہ سے اپنے آپ کو سیراب کر سکتا ہے۔ جس طرح ایک مچھلی پانی کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی اسی طرح مومن کا پانی دعا ہے کہ جس کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس دعا کا ٹھیک محل نماز ہے جس میں وہ راحت و سرور مومن کو ملتا ہے کہ جس کے مقابل ایک عیاش کا کامل درجہ کا سرور جو اُسے کسی بدمعاشی میں میسر آ سکتا ہے، ہیچ ہے۔ بڑی بات جو دعا میں حاصل ہوتی ہے وہ قربِ الٰہی ہے۔ دعا کے ذریعہ ہی انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک ہو جاتا ہے اور اسے اپنی طرف کھینچتا ہے۔ جب مومن کی دعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے تو خدا کو بھی اس پر رحم آ جاتا ہے اور خدا اس کا متولی ہو جاتا ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 45-46۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے اردگرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 148۔ جدید ایڈیشن)

پس اس زمانے میں دعا کا ہتھیار ہی اہم ہتھیار ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیا گیا ہے اور یہ دعا ہی کا ہتھیار ہے جس سے لیکھرام بھی اپنے انجام کو پہنچا تھا، جس سے ڈوئی کا بدانجام بھی دنیا نے دیکھا تھا۔ جس سے ہر مخالف جو آپ کی مخالفت میں انتہا کو پہنچا ذلت و رسوائی کا مورد بنا تھا۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کا دعویٰ کرنے والوں کا مقابلہ بھی دعاؤں سے ہی کیا گیا تھا اور پھر ان کے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے۔ احمدیت کے ہاتھوں میں کشکول پکڑوانے والوں اور احمدیت کو کینسر کہہ کر ختم کرنے والوں کا مقابلہ بھی دعاؤں سے ہی ہوا تھا اور ان کے نام و نشان مٹ گئے۔ آج بھی انشاء اللہ تعالیٰ مخالفتوں کی آندھیاں ان دعاؤں کی وجہ سے ہی مخالفین پر الٹیں گی۔ اور دنیا دیکھے گی کہ کس طرح احمدیت فتوحات کی نئی منزلیں طے کرتی ہے۔ پس آج بھی ہمارا کام ہے کہ دعاؤں کی طرف ایک خاص توجہ اور رغبت پیدا کریں۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے دعاؤں کا ٹھیک محل نماز ہے۔ ہم اپنی نمازوں میں خوبصورتی پیدا کریں۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا خاص طور پر کم از کم دو نفل جماعت کی ترقی اور مظلوم احمدیوں کے لئے ادا کریں۔ ہر احمدی یہ اپنے اوپر فرض کرے۔ ایک وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی کہا تھا کہ کم از کم دو نفل اپنے اوپر ضرور فرض کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فقرے کو ہمیشہ یاد رکھیں اور یاد رکھنا چاہئے کہ ’’جب مومن کی دعا میں پورا اخلاص اور انقطاع پیدا ہو جاتا ہے‘‘ (پوری توجہ پیدا ہو جاتی ہے، ہر سوچ اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے، یار میں جب انسان نہاں ہو جاتا ہے) ’’تو خدا تعالیٰ کو بھی اس پر رحم آ جاتا ہے‘‘۔ پس یہ اخلاص اور انقطاع پیدا کرنے کی اگر ہر احمدی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو پہلے سے بڑھ کر قریب تر پائے گا۔ یہ اخلاص اور انقطاع پیدا کرنے کے لئے یارِ نہاں میں نہاں ہونے کی ضرورت ہے، اُس یار میں ڈوبنے کی ضرورت ہے۔ اور جب ہماری یہ حالت ہو جائے گی تو دنیا والوں کے ہر شر سے ہم محفوظ ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہو جائیں گے جس کے اردگرد مسلح سپاہیوں کا پہرہ ہے۔ اللہ ہمیں اس اہم نکتے کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں: ’’یاد رکھو کوئی آدمی کبھی دُعا سے فیض نہیں اُٹھا سکتا جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے‘‘۔ (جب تک وہ صبر میں حد نہ کر دے) اور استقلال کے ساتھ دُعاؤں میں نہ لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی اور بدگمانی نہ کرے۔ اُس کو تمام قدرتوں اور ارادوں کا مالک تصور کرے، یقین کرے پھر صبر کے ساتھ دُعاؤں میں لگا رہے۔ وہ وقت آ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ اُس کی دُعاؤں کو سُن لے گا اور اسے جواب دے گا۔ جو لوگ اس نسخہ کو استعمال کرتے ہیں وہ کبھی بدنصیب اور محروم نہیں ہو سکتے بلکہ یقیناً وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی قدرتیں اور طاقتیں بے شمار ہیں۔ اس نے انسانی تکمیل کے لئے دیر تک صبر کا قانون رکھا ہے۔ پس اس کو وہ بدلتا نہیں اور جو چاہتا ہے کہ وہ اس قانون کو اس کے لئے بدل دے وہ گویا اللہ تعالیٰ کی جناب میں گستاخی کرتا اور بے ادبی کی جرأت کرتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ بعض لوگ بے صبری سے کام لیتے ہیں اور مداری کی طرح چاہتے ہیں کہ ایک دم میں سب کام ہو جائیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر کوئی بے صبری کرے تو بھلا بے صبری سے خدا تعالیٰ کا کیا بگاڑے گا۔ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ بے صبری کر کے دیکھ لے وہ کہاں جائے گا‘‘۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 151۔ جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں اپنے آگے صبر و استقامت دکھاتے ہوئے، صبر و استقامت دکھاتے ہوئے جھکائے رکھے اور دعائیں کرنے میں نہ ہم کبھی تھکیں، نہ ماندہ ہوں۔ کبھی صبر کا دامن ہمارے ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ صبر کا مطلب ہی یہی ہے کہ استقلال سے دعائیں کرتے چلے جانا اور جو ہماری ذمہ داریاں ہیں ان سے کبھی پیچھے نہ ہٹنا۔ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا بھی کریں کہ وہ ہماری دعاؤں میں، ہماری عبادتوں میں ترقی عطا فرمائے۔ ہماری عبادتوں میں اپنی محبت ڈال دے۔ جب یہ معیار ہم حاصل کریں گے تو ہم دیکھیں گے کہ مخالفین کی عارضی خوشیاں جلد حسرتوں میں بدل جائیں گی، انشاء اللہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے جو انشاء اللہ ضرور پورا ہوگا۔

آخر میں ایک قرآنی دعا پڑھتا ہوں:

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ 251)۔ اے ہمارے ربّ! ہم پر صبر نازل کر اور ہمارے قدموں کو ثباتِ قدم بخش اور کافر قوم کے خلاف ہماری مدد کر۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی معجزانہ پیدائش، ختنے اور کرسمس کی حقیقت

(مظفر احمد درّانی - ربوہ)

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور چنیدہ نبی حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش ایک نشان اور معجزہ تھی۔ فرشتوں نے حضرت مریم علیہا السلام کو باکرہ ہونے کی حالت میں مخاطب ہوتے ہوئے ایک بیٹے کی پیدائش کی بشارت دی جو صاحب منزلت وقربت ہوگا۔ چنانچہ آپ بغیر باپ کے محض الٰہی تصرف سے حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کے بطن سے پیدا ہوئے۔ زچگی کے وقت حضرت مریم علیہا السلام بوجوہ اپنے گھر سے دور دوسرے شہر بیت لحم تشریف لے گئی تھیں۔ بیت لحم جزیرہ عرب کے شمال میں یروشلم کے قریب ایک پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے جو سمندر سے 2350 فٹ اونچی ہے۔ اس کے اردگرد سبز وادیاں ہیں جو سارے یہوداہ سے زیادہ سرسبز ہیں۔ اس پہاڑی کے اندر دو تین چشمے ہیں جن کو چشمۂ سلیمان کہتے ہیں۔ اس پردیس اور مسافری کی حالت میں بیت لحم کی آبادی سے باہر حضرت مریم علیہا السلام کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی تو ''آپ نے بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر چرنی (مویشیوں کے چارہ کھانے کا برتن، کھرلی) میں رکھا کیونکہ ان کے واسطے سرائے میں جگہ نہ تھی۔'' (لوقا۔باب2آیت 7)

قرآن کریم نے آپ کا نام اَلْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ (آل عمران:46) بتایا ہے۔

آپ کی پیدائش، وفات اور دوبارہ بعث کے وقت سلامتی ہی سلامتی مقدر کی گئی ہے۔ (سورۃ مریم آیت34)

حضرت مسیح علیہ السلام کی بغیر باپ پیدائش کو ناممکن نہ سمجھا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اس بات پر قادر ہے جیسا کہ اس نے اس دنیا کے پہلے انسان کو بھی بغیر کسی نمونہ اور والدین کے پیدا کیا تھا۔ تاریخ نے منچو خاندان جو چین پر حکمران تھا اور چنگیز خان کی جس نے دنیا کے ایک بڑے حصہ میں تباہی مچائی تھی بغیر باپ کے پیدائش کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا نے بعض واقعات بیان کئے ہیں۔ جبکہ بائبل کے نئے عہد نامہ میں تو ایک ایسے بادشاہ کا بھی ذکر آتا ہے جس کا نام ملک صدق تھا جو سالم کا بادشاہ تھا وہ بغیر ماں باپ کے پیدا ہوا تھا۔ (عبرانیوں باب7 آیت3)

حضرت مسیح علیہ السلام کے ختنے

بائبل کے بیان کے مطابق پیدائش کے آٹھویں دن آپ کے ختنے کئے گئے اور آپ کا نام یسوع رکھا گیا۔

(لوقا باب2 آیت21)

حضرت مسیح علیہ السلام کے ختنہ کو عجیب نہ سمجھا جائے کیونکہ یہ نہ صرف اُس زمانہ کا دستور تھا بلکہ خدا کا حکم بھی تھا جس کی وجہ سے اکثر بندگانِ خدا ختنے کروایا کرتے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ عہد لیا تھا کہ آپ کے ہر فرزند اور پشت در پشت پیدا ہونے والے ہر لڑکے کا آٹھویں روز ختنہ کیا جائے۔ بلکہ گھر کے ہر مرد حتیٰ کہ نوکر اور غلام تک کا بھی ختنہ کیا جائے۔ اور جو ختنہ نہ کروائے گا وہ خدا کا عہد شکن قرار پائے گا۔ (پیدائش باب17آیات10تا14) اس عہد کی تعمیل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آپ کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور آپ کے گھر کے سب مردوں، خانہ زادوں اور خریدے گئے غلاموں کے ختنے ایک ہی دن کئے گئے۔ (پیدائش باب17آیات27.26)

بعد میں موسوی شریعت میں بھی ختنے کا دستور تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی یہی حکم دیا تھا کہ آٹھویں دن لڑکے کا ختنہ کیا جائے۔

(احبار باب12آیت3)

حضرت زکریا علیہ السلام کے بیٹے حضرت یحیٰ علیہ السلام (یوحنا) کا ختنہ بھی پیدائش کے آٹھویں دن ہوا اور یوحنا نام رکھا گیا۔ (لوقا باب1آیت59) حتیٰ کے پولوس کا ختنہ بھی پیدائش کے آٹھویں دن ہوا۔

(فلپیوں باب3 آیت5)

کرسمس کی حقیقت

کرسمس کی آمد آمد ہے جسے اکثر مسیحی اس تصور سے بڑے اہتمام سے مناتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام 25 دسمبر کو پیدا ہوئے تھے، حالانکہ یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ اس کے باوجود ہر شخص اور ہر طبقہ کو اجازت ہونی چاہئے کہ وہ جب اور جس طرح چاہے، آزادی سے اپنی تقریبات کا انعقاد کر سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ پوری بائبل میں کسی بھی انجیل نویس نے 25 دسمبر کو آپ کی پیدائش کا ذکر تک نہیں کیا۔ بلکہ خاکسار کی تحقیق کے مطابق پوری بائیبل میں 25 دسمبر کی تاریخ صرف ایک ہی بار بیان ہوئی ہے جس دن ایک مختلف واقعہ پیش آیا تھا نہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت۔ چنانچہ لکھا ہے:

''اور یہویاکین شاہِ یہوداہ کی اسیری کے سنتیسویں برس کے بارھویں مہینے کے پچیسویں دن یوں ہوا کہ شاہِ بابل اویک مرودک نے اپنی سلطنت کے پہلے سال یہویاکین شاہِ یہوداہ کو قید خانہ سے نکال کر سرفراز کیا۔'' (یرمیاہ باب52 آیت31)

کتاب مقدس کے مختلف مفسرین نے اس موضوع پر اپنی آراء دی ہیں کہ تیسری صدی عیسوی میں مسیح علیہ السلام کی ولادت کا دن 6/جنوری منایا جانا شروع ہوا جو چوتھی صدی عیسوی میں 25/دسمبر سے بدل دیا گیا۔ 25/دسمبر کا دن عیسائیت کے وجود میں آنے سے بھی پہلے سورج دیوتا کے دن کے طور پر منایا جاتا تھا۔ کیونکہ اس دن سورج خطِ استواء سے بہت دور چلا جاتا ہے۔ ایسا ہی قدیم زمانہ میں لاطینی بھی اس دن کا روزہ رکھتے تھے۔ اور راتیں عبادت میں گزارتے تھے۔ مسیح علیہ السلام کی یوم پیدائش کی تعین کے بارے میں مسیحی علماء نے 136 مختلف آراء دی ہیں۔ جن کی رو سے سال کے ہر مہینہ میں پیدائش کی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔ اس بحث کو سمیٹتے ہوئے مصنف کتاب جناب ولیم جینکس استدعا کرتے ہیں کہ ان حقائق کے ہوتے ہوئے 25 دسمبر کو یومِ ولادتِ مسیح علیہ السلام منانے سے رجوع کر لینا چاہئے۔

(The comprehensive commentary on the Bible. Edited by Re. Villiam Janks D.D. bratt leboro typographic company 1845)

ایک اور مسیحی مصنف جناب بشپ بارنس اس بارے میں اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

There is, "The Birth of Jesus moreover, no authority for the belief that December 25 was actual birthday of Jesus. If we can give any credence to the birth story of Luke, with the shepherds keeping watch by the night in the fields near Bathlehem, the birth of Jesus did not take place in Winter, when the night temprature is so low in the hill country of Judaes that snow is not uncommon. After much argument our Christmas Day seems to have been accepted about A.D. 300"

(The Rise of Christianity, by Bishop Ernest William Barnes, Page79, Published in 1948)

اس بات کی تعین کے لئے کوئی قطعی ثبوت نہیں ہے کہ 25/دسمبر ہی مسیح کی پیدائش کا دن تھا۔ اگر ہم لوقا کے بیان کردہ ولادتِ مسیح کی کہانی پر یقین کر لیں کہ اس موسم میں گڈریئے رات کے وقت اپنی بھیڑوں کے گلے کی نگرانی بیتِ لحم کے قریب کھیتوں میں کرتے تھے، تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی پیدائش موسم سرما میں نہیں ہوئی جبکہ رات کا ٹمپریچر اتنا گر جاتا ہے کہ یہودیہ کے پہاڑی علاقے میں برفباری ایک عام بات ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا کرسمس ڈے کافی بحث وتمحیص کے بعد قریباً 300 عیسوی میں متعین کیا گیا ہے۔

عیسائیت کی پہلی دو صدیوں میں تو کرسمس یا مسیح علیہ السلام کی یومِ پیدائش کی کوئی تقریب تھی ہی نہیں۔ اس کے بعد اولاً مغربی عیسائی ممالک اور پھر ان کی تقلید میں مشرقی ممالک میں بھی کرسمس منایا جانے لگا۔

چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے یومِ پیدائش سے متعلق اناجیل کی خاموشی کے سبب مسیحی فرقوں کے درمیان آج تک یہ اختلاف چلا آتا ہے کہ آپ کس دن پیدا ہوئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مسیحی فرقے کرسمس یا 25/دسمبر کو حضرت مسیح علیہ السلام کے یوم پیدائش کے طور پر ہرگز نہیں مناتے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ مشرقی افریقہ کے ملک کینیا میں کسوموں شہر سے براستہ بوسیا بارڈر، یوگنڈا جانے والی شاہراہ پر اوگونجا (Ugunja) نامی قصبہ کے ایک مسیحی فرقہ کے تمام لوگوں نے 25/دسمبر 1998ء کو کرسمس کی رنگارنگ تقریبات میں شامل ہونے کی بجائے ہمارے ہاں تشریف لا کر نمازِ جمعہ ادا کرنے کو ترجیح دی۔

قرآن کریم کی گواہی

قرآن کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کو خاص اہمیت دیتے ہوئے اس کا اس انداز میں ذکر کیا ہے جس سے آپ کی ولادت کے موسم کی تعین ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کے وقت اور مقام پر ضرورت پوری کرنے کے لئے ایک جاری چشمہ کا ذکر کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ پیدائش کے وقت پردیس میں بچے کو نہلانے اور زچہ کے صفائی کرنے کے لئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ دسمبر کے سرد مہینہ میں رات کے وقت زچہ بچہ کے لئے چشمہ کے پانی کا استعمال تو ناممکن ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام کی پیدائش کا موسم سرما نہیں بلکہ گرما تھا۔ تبھی تو پہاڑی کے اوپر چشمہ کا پانی قابلِ استعمال ہو سکتا ہے۔

دوسرے قرآن کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کے وقت اس پردیس میں رزق کے حصول کے لئے حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام کو کھجور کی ٹہنی کو ہلا کر تازہ بتازہ کھجوریں حاصل کر کے کھانے کی ہدایت کی ہے۔ (سورۃ مریم آیات26.25) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کا وقت کھجوروں کے پکنے کے موسم میں تھا، جبکہ پھل عام ہوتا ہے اور آسانی سے گر جاتا ہے۔ کھجوروں کا پھل ماہِ جولائی، اگست میں پکتا ہے اور بکثرت ہوتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کریم کے بیان کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت گرمیوں کے موسم ماہِ جولائی، اگست میں ہوئی تھی۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے کہ انجیل نویسوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت کا تو خوب خوب ذکر کیا ہے مگر پیدائش کے وقت اور تاریخ کو محفوظ نہیں کیا۔ ہاں صرف لوقا کی انجیل نے قرآن کریم کے مذکورہ بالا بیان کی تائید کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش گھر سے دور بیتِ لحم میں ہوئی۔

''اسی علاقے میں چرواہے تھے جو رات کو میدان میں رہ کر اپنے گلہ کی نگہبانی کر رہے تھے۔''

(لوقا باب2 آیت8)

دسمبر کی سرد راتوں میں جب کہ فلسطین کے پہاڑوں پر برف باری بھی ہوتی ہے ناممکن ہے کہ چرواہے اپنے مویشیوں سمیت باہر کھلے میدانوں میں راتیں گزارتے ہوں۔ یقیناً یہ گرمیوں کا ہی موسم تھا جبکہ انسان وحیوان سب باہر ہی رہتے اور سوتے ہیں۔ اور یہی وہ موسم تھا یعنی گرمیوں کا موسم، جولائی، اگست کا موسم جس میں کھجوریں پکتی ہیں۔ چشموں کے پانی کو بشاشت وراحت سے استعمال کیا جاتا ہے، مویشی اور چرواہے راتوں کو باہر سوتے ہیں۔ اور اسی موسم میں حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔

الغرض حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت ایک باسعادت ولادت تھی۔ محبت و پیار کی تعلیم کا پرچار کرتے ہوئے نہایت صبر وشکر کے ساتھ آپ نے زندگی گزاری اور حسبِ وعدہ باسعادت وفات پائی۔ آج دنیا کی بہت بڑی اکثریت آپ پر ایمان لاتی اور عزت و احترام سے آپ کو یاد کرتی ہے۔ جو آپ کی کامیابی کی ایک دلیل ہے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

یہوداہ اسکریوطی کی انجیل؟

(طارق حیات۔ربوہ)

امریکہ سے تعلق رکھنے والے،عیسائی چرچ کے عقائداور اس کی تاریخ کے دومعروف پروفیسروں Elaine Pagels اور Karen L. King کی نئی تصنیف:

"Reading Judas: The Gospel of Judas and the shaping of Christianity."

کا ذکر پاکستان کے معروف انگریزی روزنامہ Dawn کے ہفتہ وار رسالہ Books & Aurthors میں ہوا۔اس کتاب پرتبصرہ کرامت اللہ غوری کی طرف سے مورخہ پانچ جولائی 2009 کے ایڈیشن میں صفحہ 2 پربعنوان Silenced Voices شامل اشاعت ہے۔ ذیل میں اس کا اردو ترجمہ درج کیا جاتا ہے جواس مذکورہ بالا کتاب پرتبصرہ کے علاوہ موجودہ عیسائی چرچ اور عیسائیت کے عقائداوراناجیل کی جمع وتدوین کے حوالہ سے کئی اہم تاریخی باتیں لئے ہوئے ہے۔

کتاب کا مبصراپنے مضمون میں لکھتا ہے کہ:

’’علمائے بائبل کی رائے ہے کہ یہ بات سچ مان لینا کافی مشکل ہے کہ متی،لوقا،مرقس اور یوحنا کی اناجیل جن کے مصنفین یسوع کے حواری ہونے کے بھی دعویدار ہیں، ان کی ہی تحریر کردہ ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ آج تک نہ تواِن چاروں مروجہ اور متفقہ اناجیل کے خالقین کا حقیقی طور پرعلم ہے اورنہ ہی ان کا کوئی قابل ذکرتحقیقی سراغ لگایا جاسکا ہے۔

اسی سبب سے کہا جاسکتا ہے کہ لازمی، مذہبی،تاریخی مواد میں سقم اوراس کی غیر موجودگی اپنی ذات میں آج کی عیسائیت کی تاریخ پرایک بہت بڑا سوالیہ نشان بن کرسامنے آتی ہے۔

شواہد بتاتے ہیں کہ موجودہ عیسائیت نے اپنی یہ ہیئت تب پکڑی جب چوتھی صدی عیسوی میں وہ ظالم رومن حکومت سے نکلے اور شہنشاہ وقت قسطنطین نے عیسائی عقیدہ قبول کرکے اس کی سرپرستی شروع کی۔اور نیادین ’’عیسائیت‘‘ اختیار کرنے کے بعد بادشاہ قسطنطین نے اُس وقت کے اپنے پایہ تخت Contantinople،یعنی آج کے استنبول میں ایک بہت بڑے منصوبے کا آغاز کیا۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بادشاہ وقت نے اپنے نئے اختیارکردہ دین،عیسائیت کے عقائدوضوابط اور مصدقہ مذہبی صحائف (یعنی اناجیل وغیرہ) کی جمع وتدوین کا بہت بڑا منصوبہ شروع کیا اور پھران سب فیصلہ جات کی اپنی رعایا میں مکمل تعمیل وتنفیذ کروانا بھی اسی منصوبہ کا حصہ تھا۔

شاہ قسطنطین کی سرپرستی میں یہ نیسیہ (شہر میں منعقدہ) کونسل ہی تھی جس نے آج کی عیسائیت کے خدوخال متعین کئے۔نیسیہ (Nicaea) کا شہرموجودہ ترکی میں واقع ہے۔

یہ نکتہ قابل توجہ ہے کہ اس زمانہ میں شاہ قسطنطین نے صرف ان مذہبی سرکردہ لوگوں اور بشپس کی ہی سرپرستی اور اعانت کی جو پہلے سے طاقتور تھے اور ملک میں انصرام حکومت کے چلانے اور جنگی منصوبوں کے حوالہ سے اہم علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔یہ بات کہنے کی اس لئے ضرورت پیش آئی کہ تیسری صدی عیسوی تک اُن لوگوں کی تعداد ایک گروہ کثیر کی شکل اختیار کرچکی تھی جوخود کو یسوع کا حقیقی وارث ثابت کرکے دیگر لوگوں اور گروہوں پر اپنی برتری اورعظمت کی دھاک بٹھانا چاہتے تھے۔

یاد رہے کہ صحائف کی یہ ساری جمع وتدوین اور مذہب کی سرپرستی سراسر سیاسی مقاصد کے لئے تھی۔ نیز پس پردہ کئی اور بھی عوامل پنہاں تھے۔اسی سبب سے دیگر آسمانی نازل شدہ مذاہب کی طرح یہاں بھی مذہبی کرتے دھرتے اور جنونی پنڈت اس میدان میں کود پڑے کہ ’’شاہ کے مصاحب‘‘ بن کرجلدازجلدزیادہ سےزیادہ اثرورسوخ جمع کرسکیں۔

قصہ مختصر، ایک چال چلی گئی اور دونوں گروہوں نے اپنے اپنے خوب ہاتھ رنگے۔یعنی ایک طرف بادشاہِ وقت بھی مضبوط سے مضبوط ہوتا چلا گیا اوردوسری طرف ابن الوقت مذہبی طبقے بھی اپنے پنجے گاڑھتے گئے اور بالآخر آکاس بیل کی طرح جڑیں پھیلاتے پھیلاتے معاشرے اوراصل تعلیم کودبانے میں کامیاب ہوگئے۔

گہری سازباز اورطویل مشاورتوں کے بعد آنے والے تمام زمانوں کے لئے عیسائیت کے یہ مزعومہ متفقہ اور غیر مبدلہ عقائد گھڑے گئے کہ ’’یسوع خدا کا بیٹا تھاوہ دنیا میں اس لئے آیا کہ صلیب پراپنی جان دےکران سب لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ٹھہرے جواس پرایمان لاتے ہیں۔‘‘

رومن چرچ کوکیتھولک چرچ کا نام دیا گیااور ہرطرح کی بنیادی قانون سازی جیسے اہم اختیارات اسی کو ہی تفویض کردیئے گئے۔اوراعلان عام کیا گیا کہ یسوع کے تمام حواری اس کے وفادار تھے سوائے یہوداہ اسکریوطی کے۔وہی حواری جس نے یسوع سے غداری کی اور رومن سپاہیوں کے ہاتھ اس کو گرفتار کروایااور یوں وہ بالآخر مصلوب ہوا۔مگر یہ سب تقدیر کے ماتحت ہوااور پہلے سے طے شدہ تھا۔

نیسیہ کی کونسل نے یہ بھی متفقہ فیصلہ کیا کہ اب سے کون کون سی اناجیل اصلی، حقیقی اور قابل قبول ہوں گی اوراب سے یہی متفقہ چاراناجیل دین کی بنیاداور عقائد کا معیار ٹھہریں گی۔یعنی متی،مرقس،لوقااور یوحنا کی اناجیل۔ اوران چار کے علاوہ باقی سب اناجیل جعلی اور ناکارہ ہیں کیونکہ وہ اپنے اندرایسی باتیں رکھتی ہیں جوان اسکیموں اور عقائد سے میل نہیں کھاتی ہیں جن عقائد کی ابدالآباد تک بنیاد بنانے کے لئے یہ پوری کونسل قائم کی گئی ہے۔ان ردّ کی گئی اناجیل میں سے ایک انجیل یسوع کے حواری یہوداہ اسکریوطی کی طرف بھی منسوب ہے۔مگر یاد رہے کہ دیگر بہت سی اناجیل کی طرح جو چرچ کے مفاد میں نہیں تھیں، یہوداہ اسکریوطی کی انجیل کومکمل طور پرتباہ نہیں کیا گیا تھا بلکہ اسے مرتبانوں میں بندکرکے پوشیدہ غاروں میں محفوظ کردیا گیا تا کہ کبھی مستقبل بعید میں یہ خاموش کرادی گئی آواز پھر سے گویا ہوسکے۔

بھلا ہو پروفیسر Karen L, King اور پروفیسر Elaine Pagels کا جو یہ سمجھتے ہیں کہ ان ’’فراموش کرادی گئی آوازوں‘‘ کے پھر سے سنے جانے کا وقت آن پہنچا ہے اور امریکہ میں ہارورڈ اور پرنسٹن جیسے موقر اداروں سے وابستہ،اور چرچ اور مذہبی تاریخ کے ان محترم فاضل علمائے بائبل پروفیسر صاحبان نے چرچ کے مروجہ عقائد سے انحراف کرتے ہوئے اس انجیل کا تفصیلی تجزیہ کیا ہے۔وہ بتاتے ہیں کہ یہوداہ اسکریوطی کی انجیل اغلباً 150 عیسوی میں یونانی زبان میں لکھی گئی تھی۔اس انجیل کے زمانہ تالیف کے اندازہ کے درست ہونے پر یہ فاضل پروفیسرز کافی پُراعتماد نظرآتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ 180 عیسوی میں ایک یونانی بشپ بنام Irenaeus نے اس انجیل کو ’’مجموعہ فضولیات‘‘ قرار دیتے ہوئے باقی سب اناجیل سے الگ کردیا تھا۔

یہوداہ اسکریوطی کی اس انجیل کا قبطی ترجمہ 1970ء کے سال میں وسطی مصر سے المِنیا (Al-Minya) نامی علاقہ سے دریافت ہوا تھا۔جومصر کے خاص پپائرس کاغذ کی شیٹس (Sheets) پرلکھا گیا تھااور یہ ترجمہ اندازاً چوتھی صدی کا معلوم ہوتا ہے۔یعنی نیسیہ کی کونسل کے زمانہ میں یا اس کے فوراًبعد کے وقت کا۔

اپریل 2006ء میں نیشنل جیوگرافک سوسائٹی اس مخطوطہ کو منظر عام پر لائی اوراب ان فاضل پروفیسرز کی شبانہ محنت اورعرق ریزی سے اس کونئی زندگی ملی ہے۔

یہوداہ اسکریوطی کی طرف منسوب اس انجیل کا حقیقی مصنف کون تھا؟ یہ توحتمی طور پرمعلوم نہیں ہوتا مگران عظیم پروفیسرز نے جامع اور تھکادینے والی تحقیق کے بعد اس بات کواچھی طرح ثابت کردیا ہے کہ اُس وقت کے چرچ اور صاحب اختیار افراد نے اسے ’’ملحدانہ کوشش‘‘ قرار دیتے ہوئے ردّ کردیا تھا۔کیونکہ اس انجیل کے مندرجات عیسائیت کی سخت محنت اور کوشش سے جوڑی جانے والی عمارت کی بنیادوں پرضرب لگاتے تھے، وہ عمارت جواگلی صدیوں کے لئے کھڑی کی گئی تھی۔مثلاً پطرس کو ہمیشہ سے یسوع کے وفادارترین حواری اور باقاعدہ جانشین کےطور پر دکھایا جاتا ہے مگر **یہوداہ کی انجیل بتاتی ہے کہ یسوع کا (عیسائی عقیدہ کے مطابق) چھوٹا بھائی یعقوب اس کے قائم کردہ سلسلہ کا مقررکردہ جانشین تھا۔اور یہ یعقوب یعنی یسوع کے برادراصغر جنہوں نے یسوع کے پیغام کے حقیقی پیروکاروں کے ابتدائی گروہ کی سرکردگی کی،62 عیسوی میں یروشلم کے شہر میں فصیل کے پاس،اذیتیں دے کرشہید کر دیئے گئے۔**

یہوداہ اسکریوطی کے کئی بیانات توعیسائیت کے بنیادی مسائل سے براہ راست متصادم ہیں۔مثلاً مروج یہ ہے کہ یسوع اپنے خاص بارہ حواریوں پر بہت اعتماد کیا کرتے تھے مگر یہ انجیل بتاتی ہے کہ یسوع توان حواریوں کوان کی جہالت پر ڈانٹا کرتے تھے اورخدا کی رضا پانے کے لئے انسانی جان کی قربانی جیسے نظریات کی مخالفت کیا کرتے تھے۔

پطرس کے بارہ میں یہوداہ اسکریوطی دعویٰ کرتا ہے کہ پولوس اس کوسخت ذلیل کیا کرتا تھااوراسے ’’منافق‘‘ کہا کرتا تھا۔ وہی پولوس جسے بہت بڑاطبقہ یقین کرتا ہے کہ وہ ہی موجودہ عیسائیت کے عقائدونظریات کا معمار ہے۔

اورسب سے بڑھ کر یہ انجیل اس مروجہ خیال کی بڑی شدت سےنفی کرتی ہے کہ یہوداہ نے غداری کرکے یسوع کورومنوں کے ہاتھ گرفتار کروایا تھااوراس انجیل کا مصنف دلائل سے کہتا ہے کہ اکیلا یہوداہ ہی تھا جس پر یسوع کواعتماد تھا۔یسوع اس سے پیار کرتا تھااورصرف یہ یہوداہ ہی تھا جس نے یسوع کے اصل پیغام کوسمجھا یعنی وہ آفاقی پیغام جس کے لئے یسوع سرگرمی سے مصروف رہا۔یادرہے یہوداہ اپنی انجیل میں باربار ’’حقیقی بادشاہت‘‘ کاذکر کر کے اس سے مراد ’’حیات آخرت‘‘ لیتا ہے۔یعنی وہ خاص جہان جس کی طرف کوشش کرکے سفر کرنا چاہئے تا کہ انسان ابدی زندگی پاسکے۔مزید لکھا ہے کہ یسوع دیگر تمام حواریوں کوچھوڑکرصرف یہوداہ سے رازونیاز کرتے ہوئے اس کو ’’دائمی بادشاہت‘‘ کی غیرمعمولی آفاقی خوبصورتی پر اطلاع دیا کرتے تھے۔

یہ انجیل بڑی شدومد کے ساتھ یہ بحث کرتی ہے کہ باقی حواریوں نے یسوع کے اصل پیغام،اس کی ذات اور اس کے پیغام کے منبع کوسمجھا تک نہیں تھا۔حتیٰ کہ انہوں نے خدا کو بھی نہیں پہچانا تھا اوراس بابت صریح غلطیوں کے مرتکب ہوتے رہے اوریہی حواری جب بعد میں یسوع کے چرچ کے سربراہ اور ناظم بنے تواپنی انہی غلطیوں سے عام عوام کوبھی متاثر کرتے رہے۔یعنی وہ عقائد جن کی رو سے خداکواپنے بندوں کی قربانی یاکسی کی موت کی حاجت ہے وغیرہ وغیرہ۔

یہوداہ اسکریوطی کے مطابق یسوع کو خدا کی جانب سے ملنے والے مشن کے متعلق ایسے نظریات اور تعارف عام تھا جو جبریت پرمبنی تھا یعنی یہ سب پہلے سے طے شدہ تقدیر کے ماتحت ہورہا ہے۔یہاں یہ بات بالکل واضح نظر آرہی ہے کہ یہوداہ کی انجیل اُن باتوں کےیکسرمخالف امور کی طرف انگلی اٹھارہی ہے جواب تک عیسائیت میں قائم ہوچکے ہیں۔اس لئے بہت حدتک گمان کیا جاسکتا ہے کہ اس انجیل کوقابلِ نفرت خیال کرتے ہوئے دورکردیا گیااور یہوداہ اسکریوطی کو تاریخ کے طالب علموں کے سامنے مستقلاً ایک نہایت برے شخص کےطور پر رکھ دیا گیا۔رومن کیتھولک چرچ نے یہوداہ اسکریوطی کے ساتھ جوکچھ کیا وہ کسی سے بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے بالکل اسی طرح جیسے دیگر کئی مذاہب کی تاریخ میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ بس موقع ملتے ہی مفاد پرست عناصر نے مذہبی ہمدردی اور نیکی کا لبادہ اوڑھااور مذہب اور تعلیم کو اپنے شکنجہ میں کس کر وہ تباہی مچائی کہ الامان والحفیظ!

اب جواب کے لئے بےتاب جو بڑا سوال ہمارے سامنے کھڑا ہے وہ یہ ہے کہ کیا یہ کتاب، جوکئی لحاظ سے سنسنی خیزمواد لئے ہوئے ہے، ان ’’متفقہ صداقتوں‘‘ کے قائم کردہ دبیز پردوں کو پھاڑ پائے گی؟ طاقتور چرچ کے زیر اثر کھڑی کی گئی پختہ دیواروں میں دراڑ پیدا کرسکے گی؟؟

اس ناگزیرسوال کے جواب میں بہت زیادہ شکوک اورتاریکی ہی نظرآتی ہے۔اوراس مایوس کن جواب کی ایک وجہ صدیوں پرمحیط وہ تاریخ ہے جس میں اساطیری اورمذہبی روایات پرمبنی قصوں کے مجموعے کو ’’انجیلی صداقتوں‘‘ کے طور پرکھڑا کیا گیا ہے۔جوبھی ہو، دوسری جانب ان فاضل پروفیسرز کی تھکادینے والی تحقیقی کاوش بھی تو کچھ کم نہیں۔‘‘

اس کتاب کے مبصر کرامت اللہ غوری کی تمام باتوں کا اردوترجمہ درج کرنے کے بعد باآسانی کہا جاسکتا ہے کہ یہودیت اورعیسائیت کی مذہبی کتب کی ہرلحاظ سے مکمل حفاظت اوران کی جمع وتدوین کی درست تاریخ ہی اپنی ذات میں ایک حل طلب معاملہ ہیں۔اورخود علماء بائبل آغاز سے ہی اس معاملہ میں حق الیقین پر قائم نہیں۔اِس حقیقت کو دیگر کئی دلیلوں سے واضح کرنے سے پیشتر مندرجہ بالاترجمہ شدہ مضمون کی ایک سطرکو دیکھتے ہوئے **یہاں یسوع کے بہن بھائیوں کے متعلق ایک وضاحت** ضروری معلوم پڑتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’مسلمانوں میں ایسے لوگ بہت کم ہوں گے جن کو اس قدر بھی معلوم ہو کہ حضرت عیسیٰ درحقیقت پانچ بھائی تھے جوایک ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے......‘‘۔

(البلاغ، فریاد درد۔روحانی خزائن جلد13 صفحہ:373-374)

پھرایک اورجگہ فرمایا:

’’یسوع مسیح کے چار بھائی اوردو بہنیں تھیں۔یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔چار بھائیوں کے نام یہ ہیں۔ 1۔یہودا،2۔یعقوب، 3۔شمعون، 4۔یوزس۔اور دو بہنوں کے نام یہ تھے، 1۔آسیا، 2۔لیدیا۔دیکھو کتاب اپاسٹولک ریکارڈس مصنفہ پادری جان ایلن گایلز۔مطبوعہ

لندن 1886صفحہ:159-166"۔

(کشتی نوح،روحانی خزائن جلد19صفحہ18،حاشیہ)

نیز فرمایا کہ:

"..........خدا نے ان (یعنی عیسیٰ بن مریم - ناقل) کو پیدائش میں بھی اکیلا نہیں رکھا بلکہ کئی حقیقی بھائی اور کئی حقیقی بہنیں ان کی ایک ہی ماں سے تھیں.........."۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم۔روحانی خزائن جلد21صفحہ:262حاشیہ)

اس ضروری تصحیح کے بعد تحریر ہے کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے بانی جماعت احمدیہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالیٰ کی خاص تائید ونصرت سے غیر معمولی کارنامے رقم فرمائے اور دین فطرت اسلام، قرآن کریم اور نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دلائل سے بھرپور، مثالی لٹریچر تالیف فرمایا۔

اسی حوالہ سے ہم دیکھیں تو نظر آتا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی علم الکلام کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ اپنے موضوع کے حق میں ثقہ دلائل کے اندراج کے ساتھ ساتھ آپؑ نے بوقت ضرورت الزامی جواب بھی درج فرمائے ہیں۔یعنی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام آج سے ایک صدی قبل اسی تعلق میں قرآن کریم کو محرّف ومبدّل اور غیر محفوظ اور مال مسروقہ ثابت کرنے کی کوششیں کرنے والے پادریوں کو ساکت کرنے کے لئے الزامی جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ بھی یاد رہے کہ پادریوں کا مذہبی کتابوں کا ذخیرہ ایک ایسا ردّی ذخیرہ ہے جو نہایت قابل شرم ہے۔وہ لوگ صرف اپنی ہی اٹکل سے بعض کتابوں کو آسمانی ٹھہراتے ہیں اور بعض کو جعلی قرار دیتے ہیں۔چنانچہ ان کے نزدیک یہ چار انجیلیں اصلی ہیں اور باقی اناجیل جو چھپن (56) کے قریب ہیں جعلی ہیں۔مگر محض گمان اور شک کی رُو سے، نہ کسی مستحکم دلیل پر اس خیال کی بناء ہے۔چونکہ مروجہ انجیلوں اور دوسری انجیلوں میں بہت تناقض ہے اس لئے اپنے گھر میں ہی یہ فیصلہ کر لیا ہے اور محققین کی یہی رائے ہے کہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ یہ انجیلیں جعلی ہیں یا وہ جعلی ہیں۔"

(چشمہ مسیحی۔روحانی خزائن جلد نمبر20صفحہ:341-340)

اسی اقتباس کی روشنی میں اگر نظر دوڑائی جائے تو اصلی و سچی اناجیل اور جعلی ومشکوک اناجیل کی یہ جنگ آغاز عیسائیت سے کسی نہ کسی رنگ میں آج تک جاری ہے اور حملوں کا یہ سلسلہ صدیاں بیت جانے کے باوجود ہنوز تھمتا نظر نہیں آتا۔

اس کی ایک مثال زیر بحث 'یہوداہ اسکریوطی' کی طرف منسوب ایک انجیل ہے جو ماہرین کو صدیوں گمشدہ رہنے کے بعد اچانک مل جاتی ہے اور اس انجیل کے مندرجات اُن تعلیمات، عقائد اور انفرادی و مذہبی مروجہ تاریخ سے بھی یکسر مختلف ہیں، جو دیگر اناجیل میں درج ہیں اور عام پرچار کئے جاتے ہیں۔

مذہبی کتب میں کی گئی تحریف وتبدیلی کا مطالعہ بتاتا ہے کہ اس کی کئی اقسام ہیں۔یعنی جہاں تراجم کے وقت آیات کے اندر درج الفاظ کو اپنے مفید مطلب الفاظ سے بدلا جاتا ہے، وہاں پوری پوری آیات اور عبارتوں کو بھی قلمزد کر دیا جاتا ہے۔جہاں اصل متن اور حاشیہ میں خود سے وضاحتیں لکھی گئیں وہاں پہلی کتب کے مقابل پر نئی کتب لانا بھی ایک قسم کی تحریف ہے۔(مثلاً زیر بحث یہوداہ اسکریوطی کی انجیل)۔اور ان نئی کتب میں نئے نئے عقائد اور پہلے سے قائم نظریات کی نفی اور بطلان سے بھی گریز نہیں کیا گیا۔یعنی وہ باتیں جو اُن کے اپنے دین کی عمارت کی اساس ٹھہرتی ہیں ان پر بھی زد کرنے سے یہ قوم نہیں چوکتی ہے۔وَقِسْ عَلٰی ھٰذَا.......... اور مزید پُرلطف بات یہ ہے کہ اپنی مذہبی کتب کے خلاف اس مسلسل ظالمانہ مہم جوئی میں غیروں سے کہیں زیادہ یہ قوم خود پیش پیش رہی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنے عربی کلام میں فرماتے ہیں: ؎

اَنَاجِیْلُ عِیْسٰی قَدْ عَفَتْ آثَارُھَا
وَ حَرَّفَھَا قَوْمٌ خَبِیْثٌ مُّعَیِّرُ

(کرامات الصادقین۔روحانی خزائن جلد7صفحہ74)

ترجمہ: "عیسیٰ کی انجیلوں کے نشانات مٹ گئے ہیں اور انہیں ایک خبیث اور عیب دار قوم نے محرّف ومبدّل کر دیا ہے۔"

وَکُتُبُکَ قَفْرٌ حَشْوُھَا الْکُفْرُ وَالرَّدَا
مُحَرَّفَۃٌ فِیْ کُلِّ عَامٍ تُغَیَّرُ

(کرامات الصادقین۔روحانی خزائن جلد:7صفحہ:79)

ترجمہ: "اور تیری کتابیں چٹیل میدان ہیں جن کا مواد کفر اور ہلاکت ہے وہ تحریف شدہ ہیں اور ہر سال تبدیل کی جاتی ہیں"۔

اس کے مقابل پر صرف ہم مسلمان پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ دین فطرت اسلام کی آسمانی کتاب "قرآن" ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔اور اس کو چھوڑ کر باقی سب ادیان ہی اپنے مذہبی صحائف کی حفاظت میں کچھ خاص قابل ذکر مقام نہیں رکھتے ہیں اور ان کی اس بابت کوششیں اور دعاوی بھی محض انسانی چالیں ہیں کیونکہ آسمانی تائید اور خاص نصرت اس معاملہ میں انہیں میسر ہی نہیں تھی اور نہ ہی قرآن مجید کی طرح ہر لحاظ سے ظاہری اور معنوی مکمل حفاظت کا وعدہ وہ کتب اپنے ساتھ رکھتی ہیں۔

پس اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: 10) کے اعلان عام کے ساتھ قرآن کریم دیگر کتب کی بابت فرماتا ہے کہ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتٰبَ بِاَیْدِیْھِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِاللّٰہِ لِیَشْتَرُوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔ فَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْھِمْ وَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ (البقرۃ:80)

ترجمہ: "پس ہلاکت ہے ان کے لئے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ وہ اس کے بدلے میں کچھ معمولی قیمت وصول کرلیں۔پس ہلاکت ہے ان کے لئے اُس کے نتیجے میں جو ان کے ہاتھوں نے لکھا اور ہلاکت ہے اُن کے لئے اس کی وجہ سے جو وہ کماتے ہیں۔"

اسی تعلق میں "بائبل" کی اپنی گواہی بھی درج کی جاتی ہے۔جس میں مخاطب ہوکر یرمیاہ نبی واشگاف الفاظ میں فرماتے ہیں:

"تم کیونکر کہتے ہو کہ ہم تو دانشمند ہیں اور خداوند کی شریعت ہمارے پاس ہے؟ لیکن دیکھ، لکھنے والوں کے باطل قلم نے بطالت پیدا کی ہے"۔

(عہدنامہ قدیم۔یرمیاہ۔باب8آیت نمبر8پاکستان بائبل سوسائٹی۔انارکلی لاہور)

اسی طرح 2007ء میں "کلام مقدس عہدنامہ عتیق و جدید۔پاکستان کے کاتھولک اُساقف کی ہدایت واجازت سے اصلی متن کے مطابق مستند ترجمہ" کے عنوان کے تحت شائع ہونے والی بائبل میں مندرجہ بالا یرمیاہ نبی کی کتاب کی آیت کا ترجمہ ان الفاظ میں درج ہے۔

"تم کیسے کہتے ہو کہ ہم دانشمند ہیں اور خداوند کی شریعت ہمارے پاس ہے؟ دیکھ۔فقیہوں کا پُر دروغ قلم دروغ کا سبب ہوا"۔

نیز بائبل کے New International Version میں یہ آیت یعنی (Jeremiah 8:8) اس طرح پر درج ہے۔

" 'How can you say, "We are wise, for we have the law of the LORD," when actually the lying pen of the scribes has handled it falsely?"

معزز قارئین کرام! یہاں کوئی انہونی یا اچنبھا باتیں درج نہیں کی جارہی ہیں اور نہ ہی کوئی منفی سوچ پس پردہ کارفرما ہے بلکہ اس مختصر مضمون کے ذریعہ ہدایت کے ذرائع یعنی صحائف آسمانی کے متعلق بعض ثابت شدہ تاریخی سچائیوں کا اظہار مقصود ہے۔اب ہر لحاظ سے محفوظ ترین کتاب اللہ، یعنی قرآن حکیم کے علاوہ دیگر آسمانی صحائف کی غیر مستند جمع وتدوین کی تاریخ اور ان میں تحریف اور تبدیلی پر کمربند عناصر کے قرآن کریم اور بائبل سے تذکرہ کے بعد عصر حاضر کی ایک گواہی درج کی جاتی ہے۔

"Codex Sinaiticus" مصر کے صحرائے سینا سے ملنے والا عہدنامہ قدیم اور جدید کا یونانی زبان میں سب سے مکمل نسخہ ہے۔اس کی تحریر کو جب ماہرین نے جانچا اور پرکھا تو انہیں بعد تحقیق معلوم ہوا کہ اس کے اندر ہزاروں لاکھوں تبدیلیاں کی گئی ہیں۔چنانچہ برٹش لائبریری کی طرف سے اس عہدنامہ عتیق وجدید کے اس نسخہ کے بارہ میں شائع شدہ ایک تعارفی کتابچہ میں لکھا ہے:۔

"For within and around these columns of text it is possible to distinguish on almost every page some of the thousands of corrections that continue to fascinate scholars of the text of the Bible. Ranging in date from the 4th century to the 12th century and in extent from the alteration of one letter to the insertion of whole sentences, some are easily observable in the margins and between the columns. No other early manuscript of the Christian Bible has been so extensively corrected."

(In a monastery Liberary (Preserving Codex Sinaiticus and the Greek Written Heritage) by Scot Mckendrick Published by the British Liberary in 2008. page:8)

ترجمہ: "اس (دریافت شدہ مخطوطہ کے) متن کی سطور کے اندر اور باہر ہم با آسانی ان ہزاروں مقامات کی نشاندہی کرسکتے ہیں جن میں اغلاط کی درستگی کی گئی ہے۔اس بات کی تصدیق کے لئے اس مخطوطہ کے کسی ایک صفحہ کا معائنہ ہی کافی ہوگا۔اور یہ تمام قطع و برید چوتھی صدی سے بارہویں صدی تک کے انتہائی طویل عرصہ کے علمائے بائبل کی اپنی پسند اور مرضی کا نتیجہ ہے۔

اور اس تحریف کا دائرہ متن میں ایک حرف کی تبدیلی سے لے کر پورے کے پورے نئے جملے داخل کرنے تک پھیلا ہوا ہے،جن کو متن کے اندر یعنی سطور کے درمیان اور اطراف میں حاشیہ پر درج ہونے کی صورت میں دیکھا جاسکتا ہے۔اور عیسائی بائبل کے کسی بھی اس سے قدیم ترمخطوطہ میں اس حد تک جامع اور وسیع اغلاط کی درستگی نہیں کی گئی"۔

مجموعی طور پر عہدنامہ قدیم اور جدید میں ہونے والی تحریف وتبدیلی اور ان کی جمع وتدوین کی غیر مستند تاریخ اور تحریف کی متنوع مثالیں کئی حوالہ جات کی مدد سے ثابت کرنے کے بعد اب ہم اس زیر بحث نئی انجیل کی طرف لوٹتے ہیں۔

نو دریافت شدہ یہوداہ اسکریوطی کی اس انجیل کی فی ذاتہٖ ثقاہت اور اصلیت کے متعلق بھی کئی طرح کی آراء ہیں۔مثلاً یہ اچانک سامنے آنے والی انجیل ایک ایسی زبان میں ہے،جس کو جاننے والوں کی تعداد ساری دنیا میں نصف درجن سے بھی کم ہے۔اور اُن میں سے بھی آدھے ماہرین اس قبطی زبان کی مکمل واقفیت کا دعویٰ ہی نہیں رکھتے اور جزوی سدھ بدھ پر ہی قانع ہیں۔اور اس نئی انجیل کے مندرجات کی صداقت کہیں سے بھی پرکھنا تقریباً ناممکن ہے،اور قاری کو تمام باتیں بغیر کسی تحقیق اور تصدیق کے ماننے کا کہا جارہا ہے اور سب کچھ ایک مختصر گروہ کے ہاتھوں تک محدود ہے۔بقول شاعر یہاں بھی کچھ ایسا ہی معاملہ نظر آتا ہے کہ

تمہی قاتلوں کے گواہ ہو
تمہی شاہ و میر و سپاہ ہو

نیز یسوع کی اصل قوم اور اُس کے حقیقی مخالفین کی یسوع سے عداوت اور دشمنی بھی ایک ثابت شدہ امر ہے اور صدیاں بیت جانے کے باوجود وہ آگ کسی صورت میں بھی ٹھنڈی پڑتی نظر نہیں آرہی ہے اور جیسا کہ پہلے واضح کیا جاچکا ہے کہ چرچ اور مخالف عیسائیت قوت اس مہم میں قدم سے قدم ملا کر ہی چلتے آئے ہیں لیکن اس کا اظہار کبھی کبھی ہی ہوپاتا ہے۔

عیسائیت کے مروجہ عقائد سے اختلاف کرنے والی نئی اناجیل دریافت کرنے والوں کے پس پردہ محرکات کا سراغ لگانے والوں کی ایک رائے یہ ہے کہ ان نئی اناجیل کا ایک مقصد یہ ہے کہ واقعہ صلیب اور یسوع کی صلیب پر مزعومہ موت اور اس سے قبل یسوع کو ملنے والی اذیتوں کے اصل ذمہ داران کی تعیین میں کسی نہ کسی طرح شبہ پیدا کیا جائے اور اصل ہاتھ کی تلاش ہی کار دشوار ہوجائے۔تا دوبارہ کبھی اس خاص مزعومہ چنیدہ گروہ کے خلاف ہولوکاسٹ جیسے حالات پیدا نہ ہوں۔

پس ایک حد تک یہ کہا جاسکتا ہے کہ یسوع کو اس جسمانی دنیا میں شدید اذیتیں دینے کے بعد اس انجیل میں یہ تاثر دینے کی ناکام کوشش کی گئی ہے کہ جو کچھ بھی ہوا یسوع خود یہ سب چاہتے تھے،اور اپنی اذیتوں بھری صلیبی موت کو اٹل اور ناگزیر حقیقت اور تقدیر کا لکھا جان کر انہوں نے اپنے سب دیگر معتقدین کو چھوڑ کر اپنے حواری یہوداہ اسکریوطی کو تیار کیا کہ وہ انہیں رومنوں کے ہاتھ گرفتار کروائے اور یہ معاملہ انجام پذیر ہو۔اور واقعہ صلیب کی اصل ذمہ دار یہودی قوم نہ تھی۔وغیرہ وغیرہ

واللّٰہ اعلم بالصّواب......

❀❀❀❀❀❀

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینیجر)

ساؤتھ ریجن امریکہ کی تبلیغی وتربیتی سرگرمیوں کی مختصر جھلکیاں

(محمد ظفراللہ ھنجرا ۔مبلغ سلسلہ ساؤتھ ریجن ۔امریکہ)

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام فرماتے ہیں:

''مَیں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہوجاؤ گے۔ یہ تمام خیالات ادب سے دُور ہیں اور جس قدر بے ادب جلد تر ہلاک ہوجاتا ہے ایسا جلد کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔''

(تبلیغ رسالت جلد دہم صفحات 54-55)

خدمتِ دین تو اِک فضلِ الٰہی ہے اس لئے تمام وہ لوگ جو کسی نہ کسی طرح خدماتِ دینیہ میں مصروف ہیں وہ ہمیشہ ان افضال سے نوازے جاتے رہیں گے۔ ان خدمات کے تذکرہ کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اس سے دوسروں کو ترغیب یا رہنمائی کا موقع میسر آئے کہ ایک جماعت کی کارکردگی دوسروں کیلئے مزید رہنمائی کا موجب بنتی ہے۔

جنوبی ریجن امریکہ میں ٹیکساس ریاست میں Austin, Dallas اور Houston تین بڑی نمایاں جماعتیں ہیں۔ اس کے علاوہ Tulsa اور New Orleans بھی شامل ہیں جس میں متفرق مقامات پر احمدی خاندان آباد ہیں جن کے فاصلے آپس میں بہت زیادہ ہیں لیکن اس کے باوجود مہینہ میں ایک دفعہ ضرور ملتے ہیں اور وعظ و نصیحت سے علم وعرفان کو مزید بڑھا لیتے ہیں ۔اس کے علاوہ مقامی اور مرکزی سطح پر تربیتی اور تبلیغی سرگرمیوں کی ترغیب اور جائزہ لیا جاتا ہے۔ ٹیکساس میں گزشتہ سالوں میں اقتصادی حالات کی وجہ سے مشرق اور مغرب سے کئی خاندان آکر آباد ہوئے ہیں۔ اور اس کے علاوہ یہاں کا موسم بھی پاکستان جیسا ہے اور یہاں کا رہن سہن بھی امریکہ کی دوسری ریاستوں کی نسبت سستا ہے اس لئے لوگ یہاں آباد ہونے کو ترجیح دیتے ہیں۔

یہاں پر ہمارا ایک گھنٹے کا بروز ہفتہ Live ریڈیو پروگرام ہوتا ہے اور اتوار کو ریکارڈ شدہ پروگرام نشرِ مکرّر کے طور پر شام 6-7 بجے سنٹرل وقت کے مطابق انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا کے ہر علاقہ میں سنا جاتا ہے ۔شیخ افتخار احمد صاحب بڑی محنت سے اس کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس کا ایڈریس یہ ہے: www.KXZYradio.com

Houston جماعت کو گزشتہ سالوں میں تین جماعتوں میں تقسیم کردیا گیا۔ جس کی وجہ سے خدا کے فضل سے تبلیغی اور تربیتی سرگرمیوں میں مزید اضافہ ہوگیا۔ ہر جماعت کے اندر ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کا جذبہ موجزن ہے۔

Houston میں ایک خوبصورت مسجد اور اس کے ساتھ ہال، دفاتر اور کھیل کا میدان ہے ۔ اس کے علاوہ مربی سلسلہ کی رہائش کیلئے ایک مکان موجود ہے۔ اس جگہ کا رقبہ 15 ایکڑ ہے اور مسجد کی تعمیر اور زمین کا خرچ مکرم چوہدری محمد یونس صاحب نے ادا کیا۔ اللہ ان کے اموال ونفوس میں برکت ڈالے۔

رمضان کے دنوں میں خدا کے فضل سے روزانہ افطاری، درس قرآن کریم اور تراویح کا انتظام رہا۔ جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو حاضرین کی تعداد بڑھ جاتی تھی۔ ان دنوں کی افطاری کا انتظام لجنہ اماء اللہ نے کیا ۔اس ضمن میں Houston North کی 18 ممبرات نے پورا مہینہ کھانا پکانے اور افطاری کے انتظامات کو احسن طریق سے سرانجام دیا۔ یہ کوئی آسان کام نہیں تھا خصوصاً جمعہ، ہفتہ اتوار حاضری 300 تک پہنچ جایا کرتی تھی اور اس طریقہ سے ایک بہت بڑی رقم کی بچت ہوئی اور کھانا بھی اعلیٰ اور صاف ستھرا پیش کیا ۔احباب جماعت نے ان کی اس والہانہ قربانی کو سراہا اور دُعا دی۔

اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ کے اس اخلاص ووفا اور جذبہ کو ہمیشہ زندہ رکھے اور خدمتِ دین کی روح ان کی اولادوں میں بھی قائم و دائم رکھے۔ لجنہ اماء اللہ نارتھ نے اس دفعہ سیدنا بلال فنڈ میں 7000 ڈالرز کی رقم بھی پیش کی۔

رمضان میں گزشتہ کئی سالوں سے نماز مغرب کے بعد اور کھانے سے پہلے 20 منٹ ہم نے اطفال اور خدام کی تقاریر کے رکھے ہوتے ہیں جس میں باری باری ہر خادم اور طفل نے حصہ لیا۔

اس سال دورانِ رمضان ناصرات کی سرگرمیوں کا بھی لجنہ اماء اللہ نے انتظام کیا تھا اور اس میں بھی اچھی پیش رفت ہوئی ہے۔ رمضان میں اس طریق کو صرف Houston میں ہی نہیں بلکہ Dallas اور Austin کی جماعتوں میں بھی شروع کیا گیا لیکن اس سال ڈیلس اور آسٹن میں ایک مکمل دن تقاریر کیلئے رکھا گیا اور عناوین دو ہفتے پہلے دیئے گئے تھے۔ چنانچہ خدّام، اطفال اور ناصرات نے ذاتی دلچسپی سے تیاری کر کے حصہ لیا اور ان کی کوشش کو سراہا گیا۔

وہ اطفال جو حفظ قرآن کی کلاسز اٹینڈ کرنے کیلئے اس سال واشنگٹن گئے تھے اس رمضان المبارک میں آسٹن اور ہیوسٹن میں ان کو تراویح پڑھانے کی ترغیب دی گئی اور یہ بھی خدا کے فضل سے اچھا کامیاب تجربہ رہا۔

رمضان میں درس القرآن کریم کا انتظام کیا گیا۔ جمعہ، ہفتہ اتوار ہیوسٹن میں افطار سے ایک گھنٹہ قبل درس قرآن کریم اور باقی ایام میں کھانے کے بعد مغرب سے عشاء تک یہ سلسلہ چلتا رہا اور اسی طرح Dallas اور Austin کی مساجد میں بھی درس قرآن اور تراویح کا باقاعدہ انتظام کیا گیا۔

رمضان میں روزانہ اجتماعی افطاری کا ایک فائدہ یہ بھی ہوا کہ غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوتے رہے اور اس ذریعہ سے ان کو جماعت کا پتہ چلتا رہا۔ اور Dallas اور Austin میں بھی افطاریوں کے موقع پر غیر از جماعت افراد شامل ہوئے اور اس طرح ان تک پیغام حق پہنچانے کا موقع بھی ملتا رہا۔

جنوبی ریجن میں خدا کے فضل سے دعوت الی اللہ کا کام بڑے زوروشور سے جاری ہے۔ پمفلٹ کی تقسیم کا کام رمضان میں بھی ڈیلس کے خدام اور انصار نے جاری رکھا ہے۔ Houston میں یہ کام شروع میں تو انفرادی طور پر جاری رہا لیکن اب عید کے بعد دوبارہ اس میں تیزی آگئی ہے۔ ایک دن خاکسار سپینش کے علاقہ میں گیا۔

12 ستمبر کو خاکسار غیر از جماعت دوست مائیک غوث کی دعوت پر ان کے انٹرفیتھ اجلاس میں شامل ہوا۔ موصوف نے مختلف مکاتب ہائے فکر کے نمائندوں کو بلایا ہوا تھا جنہوں نے 9/11 اور قرآن مجید کے جلانے کے منصوبہ کے متعلق اظہارِ خیال کیا۔ خاکسار نے بھی جماعت کا تعارف اور اپنا نقطۂ نظر پیش کیا۔ میرے ساتھ Dallas جماعت کے احباب بھی تھے۔ حاضری تقریباً 125 تھی۔ مختلف لوگوں سے تعارف ہوا اور پمفلٹ "Muslims for peace" بھی احباب جماعت نے لوگوں میں تقسیم کئے۔ لوگوں سے تعارف بڑھا اور Dallas میں تبلیغ کیلئے نئے راستے کھلے۔

حضور انور کی ہدایت تھی کہ میڈیا میں بھی اثر ورسوخ بڑھایا جائے۔ Cypress Houston کے صدر مکرم داؤد منیر صاحب نے جماعت کے مشورہ سے اعلان کیا کہ 4 ستمبر بروز ہفتہ Sanctity of Holy Scriptures کے عنوان کے تحت انٹرفیتھ پروگرام ہوگا۔ دو ہفتے سے بھی کم وقت ملا۔ اس کیلئے مختلف مذاہب کے مقررین سے روابط، میڈیا اور اخبارات میں اشتہارات اور اعلانات وغیرہ کا کام کیا گیا۔

تینوں جماعتوں کے افراد نے اس پروگرام کو کامیاب بنانے کیلئے بڑی محنت سے کام کیا۔ TV اور ریڈیو سے روابط کئے لیکن خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ البتہ اخبارات کرانیکل کے نمائندے آئے انہوں نے اس کی وسیع پیمانے پر تشہیر کی۔ Dallas سے بھی ایک جماعت کا وفد اور ایک سپیکر غوث صاحب تشریف لائے اور Austin جماعت کے صدر افتخار نغمی صاحب اپنے وفد کو لے کر آئے۔ مکرم لطف الرحمٰن محمود صاحب باوجود ناسازیٔ طبع تشریف لائے اور پُر معارف اور جامع تقریر کے ذریعہ سے اس پروگرام میں نمایاں طور پر حصہ لیا۔ اللہ سب کو جزائے خیر دے۔ اس میں 10 مقررین نے حصہ لیا اور اختتامی تقریر مکرم منعم نعیم صاحب نے کی۔ سب مذاہب کے نمائندگان نے اپنے اپنے نقطۂ نگاہ سے قرآن جلانے کے منصوبہ کی مذمّت کی اور اس کو امن برباد کرنے کا موجب گردانا۔ اور بعد میں افطاری ہوئی۔ مہمانوں کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام تھا جس کے بعد ڈنر پیش کیا گیا۔ اگلے دن اخبارات میں اس کی تفصیل شائع ہوئی۔

عید کے روز TV چینلز نے ہمارے عید کے پروگرام اور پریس کانفرنس کو پہلی خبر کے طور پر پیش کیا۔

جماعت احمدیہ کی کامیابی کا راز ہی امام وقت کی آواز اور ہر احمدی کا اس پر لبیک کہنے میں ہے۔ چونکہ گزشتہ انٹرفیتھ پر ہماری کافی محنت اور روابط ہو چکے تھے اس کو مزید استعمال کرنے کیلئے Houston South جماعت کے صدر مکرم عامر ملک صاحب اور شاہد احمد صاحب نے عید کے دن پریس کانفرنس کرنے اور 9/11 کے دن کو یاد کرنے کیلئے جس میں ہزاروں امریکن مارے گئے، مختلف مذاہب کے لوگوں کو بلایا اور انہوں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس تقریب کا آغاز نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم عامر ملک صاحب نے پریس ریلیز پڑھی اور سوالات کا موقع دیا۔ بعد ازاں تین مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ یہ پروگرام ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ چنانچہ اس دن Fox اور چینل 2 نے اپنی پہلی خبر میں جماعت احمدیہ اور ہماری حُب الوطنی جو کہ ہر مومن پر فرض ہے کا بار بار ذکر کیا۔ ہماری عید اور خطبہ و نماز جمعہ کی جھلکیاں دکھائی گئیں۔ اس کے ساتھ Muslims for Peace پمفلٹ کی تقسیم کا بھی ذکر کیا گیا کہ ہم صرف زبانی نہیں بلکہ عملی طور پر ثابت کر رہے ہیں کہ ہم اس ملک کو امن کا گہوارہ بنائیں گے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے جنوبی ریجن امریکہ کی لجنہ اماء اللہ بھی تبلیغی وتربیتی کاموں میں سرگرم ہے اور ان کے مختلف پروگرام جاری ہیں۔ اس کے علاوہ گزشتہ مہینوں میں Community Newspapers Houston میں 6 آرٹیکلز شائع کئے گئے۔ جس میں حجاب پر پابندی، اسلام ، ماڈرن سوسائٹی اور اسلامی تعلیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک انٹر فیتھ "International tea for women" کا انعقاد کیا گیا جس میں 26 مہمانوں نے شرکت کی۔

آسٹن جماعت نے اپنی مسجد تین سال پہلے خریدی تھی۔ اس کے بعد یہ جماعت کافی فعال ہوگئی ہے۔ باقاعدہ اجلاس اور کلاسز ہوتی ہیں۔ یہاں کی ممبرات نے اپنے گھروں کے قرب وجوار میں Muslims for Peace تبلیغی پمفلٹ کی تقسیم کے ساتھ دورانِ رمضان غیر از جماعت ہمسایوں کو افطاری بھجوائی، دیگر امور پر تبلیغ کی اور مسجد بیت المقیت میں آنے کی دعوت دی۔ اس کے جواب میں چند لوگوں نے بذریعہ email جماعت سے رابطہ کیا، مسجد آئے اور اسلامی نماز، روزہ، افطار، مہمان نوازی، حسنِ معاشرت جیسے خوبصورت پہلوؤں کا بذاتِ خود مشاہدہ کیا۔

آسٹن میں دو امریکی نژاد نے احمدیت قبول کی ہے۔ یہ دونوں حضرات اخلاص و وفا سے پُر ہیں۔ ایک اور امریکن احمدی 150 میل کا سفر کر کے رمضان کے دنوں میں مسجد آتے رہے اور دین کو سیکھنے کی پیاس بجھاتے رہے۔

جماعت آسٹن جس میں San Antonio, Temple اور Round Rock کے علاقے بھی شامل ہیں، کی مسجد Round Rock میں ہے۔ اس سال عیدالفطر سے چند دن قبل اس علاقہ میں شدید بارشیں ہوئیں جس سے گزشتہ 100 سال کا ریکارڈ ٹوٹ گیا اور اس علاقے میں سیلاب آگیا۔ مسجد بیت المقیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس شدید موسم کے اثر سے محفوظ رہی لیکن اس کے پہلو میں سے ایک نالہ گزرتا ہے جس کا پانی قریب کے 80 گھروں اور علاقے کیلئے نقصان کا باعث بنا۔ جہاں مسجد کی ہمسائیگی میں بسنے والے غیر از جماعت لوگوں نے مسجد کی خیریت دریافت کی وہاں جماعت نے بھی وقارِ عمل کر کے ان سیلاب زدگان کی ایسی بے لوث مدد کی کہ وہ خدمتِ خلق کے اس اعلیٰ معیار سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور مقامی میگزین میں احسن طور پر اس کا تذکرہ بھی کیا۔

اس موقعہ پر علاقے کے چیف آف پولیس کو مسجد میں بطور مہمان افطاری پر مدعو کیا گیا۔ انہوں نے مہمان نوازی سے متاثر ہوکر شکریہ ادا کیا۔ اس کے علاوہ رمضان کے دنوں میں اور بھی غیر از جماعت مہمان تشریف لاتے رہے اور بہت اچھا تاثر لے کر گئے۔

اس ریجن میں جہاں جہاں مسجدیں ہیں وہاں خدا کے فضل سے اعتکاف بیٹھنے کا انتظام تھا۔

Cypress Houston کی مجلس ہر ہفتہ باقاعدگی کے ساتھ Revival of Islam کے عنوان سے کمیونٹی ٹی وی چینل پر ایک ریکارڈڈ پروگرام نشر کرتی ہے۔

Houston North کی جماعت بھی ہر ہفتہ ایک گھنٹے کا مقامی ٹی وی چینل پر ریکارڈڈ پروگرام پیش کرتی ہے۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ناچیز مساعی میں برکت دے اور ان کے شیریں ثمرات سے نوازے۔

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 23/ اگست 2010۔ بوقت 12 بجے صبح مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ نسیم بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالغفور صاحب۔آف۔ہیز)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ 19/اگست 2010ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔مرحومہ نیک، نماز روزہ کی پابند، چندہ جات اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔ربوہ میں اپنی ایک پراپرٹی جماعت کو عطیہ کے طور پر پیش کی ۔غریب بچیوں کی شادیوں میں بھی مدد کیا کرتی تھیں۔پسماندگان میں خاوند کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔آپ کا جنازہ تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا۔

نماز جنازہ غائب: اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم مولوی یو ابو بکر صاحب (معلم وقف جدید۔آف کیرالہ)

مرحوم 3/جون 2010ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحوم کو تامل ناڈو، کرناٹک اور کیرلہ میں لمبا عرصہ بطور معلم خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔بہت سے خاندان ان کے ذریعہ احمدی ہوئے۔ خوش مزاج، ملنسار اور تقویٰ شعار مخلص اور باوفا انسان تھے۔مرحوم کے ایک بیٹے بھی بطور معلم، سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں۔

(2) مکرمہ بدر النساء صاحبہ (اہلیہ مکرم لئیق احمد خورشید صاحب۔کینیڈا)

مرحومہ 22۔جولائی 2010ء کو اچانک برین ہیمبرج سے وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ۔ مرحومہ بڑی نیک، عبادت گزار، قرآن کریم سے محبت کرنے والی مخلص خاتون تھیں۔آپ نے ربوہ اور کینیڈا میں لجنہ اماء اللہ کے مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ بچوں کی تربیت اور انہیں قرآن کریم کی تعلیم سکھانے کے لئے بہت محنت کرتی تھیں۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔آپ مکرم شیخ خورشید احمد صاحب سابق نائب ایڈیٹر الفضل ربوہ کی بہو اور مکرم چوہدری ہادی علی صاحب مربی سلسلہ کینیڈا کی خالہ تھیں۔

(3) مکرم آصف محمود بٹ صاحب (ماڈل ٹاؤن لاہور)

مرحوم 6۔اگست 2010 کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نے اپنے حلقہ میں مختلف حیثیتوں میں جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔25 سال تک سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔اس کے علاوہ آئی ڈونر ایسوسی ایشن لاہور کی صدارت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔آپ مکرم ارشد محمود بٹ صاحب کے بھائی تھے جنہوں نے 28 مئی کو لاہور کے اندوہناک سانحہ میں شہادت کا مرتبہ پایا۔آپ نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بچیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(4) مکرم شیخ قدرت اللہ صاحب (ابن مکرم شیخ نعمت اللہ صاحب۔آف کراچی)

11۔مئی 2010 کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحوم نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔کچھ عرصہ کے لئے آپ کو امیر ضلع وشہر جہلم کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔مرحوم موصی تھے۔

(5) مکرمہ امۃ النعیم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد اشرف شاد صاحب۔سیالکوٹ)

10۔مارچ 2010 کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحومہ نیک سیرت، چندہ جات میں باقاعدہ، خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والی اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص احمدی خاتون تھیں۔جوانی میں بیوہ ہونے کے باوجود ہمیشہ اپنے بچوں کو سلسلہ کی خدمتوں میں شامل رکھتی تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 30/ستمبر 2010ء بوقت 12 بجے صبح مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرم محمد سلیم صاحب (آف مغلپورہ لاہور)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔مرحوم 25/ستمبر کو ہارٹ اٹیک سے 66 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔آپ موصی تھے اور دو ماہ سے اپنے بیٹے کے پاس یہاں یوکے میں مقیم تھے۔مرحوم بڑے نیک اور مخلص انسان تھے۔جماعت اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھتے تھے۔

نماز جنازہ غائب: اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم نعمت اللہ صاحب ناظم جائیداد۔صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

مرحومہ 16/ستمبر 2010ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نے کراچی کے حلقہ ڈیفنس اور حیدر آباد میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔نہایت نیک، غریبوں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔لازمی چندہ جات کے علاوہ دیگر مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب مرحوم۔ربوہ)

مرحومہ 29/جولائی 2010ء کو طویل علالت کے بعد ربوہ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ موصیہ تھیں اور انتہائی حلیم، طبیعت کی سادہ، صابر و شاکر اور راضی برضائے مولیٰ رہنے والی مخلص خاتون تھیں۔خلافت کے ساتھ نہ صرف خود والہانہ محبت رکھتی تھیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی اس کی تلقین کرتی رہتی تھیں۔آپ مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (امیر جماعت جرمنی) کی خوش دامنہ تھیں۔

(3) مکرم محمود سعید صاحب (ابن مکرم محمد سعید احمد صاحب آف لاہور)

مرحوم 18/ستمبر 2010ء کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے 48 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ خلافت سے بے حد محبت اور وفا کا تعلق رکھتے تھے۔خطبات اور خطابات بہت توجہ سے سنتے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔آپ کو 1987ء میں اسیر راہ مولیٰ ہونے کا اعزاز بھی ملا۔اخلاقی اور دینی معیار اور مالی قربانی کے لحاظ سے اپنے رشتہ داروں اور سب ملنے والوں میں ایک منفرد مقام رکھتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔ہر ماہ کی گھٹتی اور بڑھتی آمد پر باقاعدگی سے وصیت کا چندہ ادا کرتے۔آپ کو اگر کوئی یہ مشورہ دیتا کہ آپ اپنی Fix آمد مقرر کر لیں اور اس پر چندہ دیں تو اس کو ہمیشہ یہ جواب دیتے کہ اللہ تعالیٰ اگر مجھے بے حساب دیتا ہے تو میں کیوں اس پر چندہ نہ دوں۔پسماندگان میں والدین اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑے ہیں۔مرحوم ڈاکٹر سید شفیع احمد صاحب (محقق دہلوی) کے نواسے اور مکرم ملک عبدالرشید صاحب شہید دارالذکر لاہور کے داماد تھے۔

(4) مکرم ڈاکٹر خالد ہاشمی صاحب (آف کینیڈا)

آپ گزشتہ دنوں کینیڈا میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ اپنی اہلیہ کے ساتھ نصرت جہاں سکیم کے تحت 14 سال تک گھانا کے شہر Techiman میں جماعت کے ایک ہسپتال میں خدمات بجا لاتے رہے ہیں۔مرحوم خدمت کا جذبہ رکھنے والے نہایت مخلص اور فدائی احمدی تھے۔

(5) مکرم منشی یعقوب علی صاحب (ابن مکرم منشی عبدالرحمان صاحب مرحوم آف بنگلہ دیش)

29/اگست 2010ء کو 110 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحوم نمازوں کے پابند نہایت امانت دار، دینی اور رفاہی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے نیک انسان تھے۔آپ نے اپنی جماعت میں مسجد تعمیر کروانے کی بھی توفیق پائی۔

(6) مکرم مصلح الدین خادم صاحب بنگالی (ابن مکرم غلام مولیٰ صاحب آف بنگلہ دیش)

9/ستمبر 2010ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تحریک پر بچپن میں ہی قادیان چلے گئے تھے جہاں آپ نے تعلیم الاسلام کالج قادیان سے بی اے کیا۔بعد ازاں آپ نے اپنے وطن واپس پہنچ کر اردو اور انگریزی میں ایم اے کی تعلیم حاصل کی اور چٹاگانگ اسلامیہ کالج میں پرنسپل کے فرائض سرانجام دیئے۔ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد وقف کر کے گھانا اور سیرالیون میں تین سال بطور ٹیچر خدمت کی توفیق پائی۔

(7) مکرمہ شکیلہ اعجاز صاحبہ (اہلیہ مکرم منشی اعجاز احمد صاحب آف بشیر آباد۔سندھ)

28/جولائی 2010ء کو 38 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ انتہائی نیک، مہمان نواز، خلافت کی فرمانبردار اور نظام جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے والی مخلص خاتون تھیں۔آپ نے اولاد کی بہترین رنگ میں تربیت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں اپنے شوہر کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(8) مکرمہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری محمد شریف صاحب مرحوم۔سابق امیر جماعت لودھراں)

مرحومہ 5/جولائی 2010ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ دس سال تک لجنہ اماء اللہ لودھراں کی صدر رہیں۔نہایت سادہ مزاج، نمازوں کی پابند، پرہیزگار، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(9) مکرم چوہدری عبدالعزیز صاحب (ابن مکرم چوہدری عبدالشکور صاحب۔آف ملتان)

مرحوم 14/اگست 2010ء کو 57 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ مقامی جماعت کے پروگراموں میں ساؤنڈ اور لائٹ سسٹم لگانے کی خدمت بڑی محنت سے بجا لایا کرتے تھے۔نہایت نیک، خوش مزاج اور ہر دلعزیز طبیعت کے مالک تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کے بھانجے تھے۔

(10) مکرم وسیم احمد صاحب (ابن مکرم محمد امین کاہلوں صاحب۔چھور مغلیاں۔شیخوپورہ)

مرحوم 21/اگست کو کام پر جاتے ہوئے ایکسیڈنٹ سے زخمی ہوئے اور 9 دن ہسپتال میں رہنے کے بعد 30/ اگست 2010ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔باوفا اور سلسلہ کا درد رکھنے والے، غیرت منداور خلافت کے فدائی وجود تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ والدہ، دو بہنیں اور دو بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔

(11) مکرمہ عطیۃ النور صاحبہ (اہلیہ مکرم طاہر غنی صاحب آف کوٹلی آزاد کشمیر)

9/ستمبر 2010ء کو 32 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ نیک سیرت، چندہ جات میں باقاعدہ، خلافت سے والہانہ محبت رکھنے والی اور دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص احمدی خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین کمسن بچے یادگار چھوڑے ہیں جن میں سے ایک بچہ وقف نو کی تحریک میں شامل ہے۔

(12) مکرم خلیل احمد قریشی صاحب (آف کراچی)

11/ستمبر 2010ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ 5 سال سے جگر، پتے اور پیٹ کے کینسر میں مبتلا تھے۔لمبی تکلیف دہ بیماری کے عرصہ کو نہایت صبر اور توکل کے ساتھ گزارا اور ہمیشہ خدا کی رضا پر راضی رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

(13) مکرمہ اقبال حیدری بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم ڈاکٹر محمد احسن خان صاحب۔واہ کینٹ)

گزشتہ دنوں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ بڑی نیک، عبادت گزار، خلافت کی فرمانبردار اور نظام جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کرنے والی مخلص خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں اور مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب (وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ) کی ہمشیرہ تھیں۔

(14) مکرم مہر بابا علی محمد صاحب (فیکٹری ایریا حلقہ احمد ربوہ)

مرحوم 31/جولائی 2010ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔مرحوم نیک، مخلص، باوفا اور قربانی کا جذبہ رکھنے والے مثالی احمدی تھے۔آپ مکرم بشیر احمد صاحب اختر (کارکن دارالضیافت ربوہ) کے والد تھے۔

(15) مکرمہ عصمت طاہرہ صاحبہ (اہلیہ مکرم بشیر احمد جمیل صاحب آف سرگودھا)

مرحومہ 12/اگست 2010ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔آپ حضرت شیخ محمد شفیع صاحب سیٹھی جہلمی (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی پڑپوتی تھیں۔ نہایت نیک مخلص، ہر مالی تحریک پر لبیک کہنے والی، رشتہ داروں اور غریبوں کی ہمدرد اور غمگسار تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 6/ اکتوبر 2010ء بوقت 12 بجے دوپہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں درج ذیل دو مرحومین کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

(1) مکرمہ عزیزہ احمد صاحبہ (اہلیہ مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب مرحوم۔آف لندن)۔ 2/اکتوبر 2010ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے کچھ عرصہ لجنہ یوکے میں خدمت کی توفیق پائی۔ نیک، دعاگو اور خلافت کے ساتھ محبت اور اخلاص کا تعلق رکھنے والے نیک خاتون تھیں۔پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ سلیمہ ثریا صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد عیسیٰ خان صاحب) یکم اکتوبر 2010ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ مکرم قاضی نور محمد صاحب مرحوم (خوش نویس قادیان) کی بیٹی اور مکرم حافظ جمال احمد صاحب مرحوم مبلغ ماریشس کی بہو تھیں۔صوم و صلوۃ کی پابند اور خلافت احمدیہ سے والہانہ محبت رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں 6 بیٹیاں اور 6 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب: اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم علی احمد عباس صاحب (گوٹھ ماہی جو بھان ضلع نوشہرو فیروز۔سندھ)

مرحوم 26/جون 2010ء کو 60 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔آپ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے۔خاندان کی شدید مخالفت کے باوجود آخر دم تک احمدیت پر ثابت قدم رہے۔مرحوم نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(2) عزیزم راحیل احمد (ابن مکرم محمد رفیق صاحب۔ طالب علم جامعہ احمدیہ ربوہ)

آپ جامعہ کے درجہ رابعہ میں پڑھ رہے تھے اور اللہ کے فضل سے موصی تھے۔اچانک آنت میں تکلیف محسوس ہونے پر آپ کا ایک آپریشن تجویز ہوا جو کامیاب نہ ہو سکا

باقی صفحہ نمبر 16 پر ملاحظہ فرمائیں

جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کے
چوتھے سالانہ جلسہ یوم پیشوایان مذاہب کا انعقاد
ممبران پارلیمنٹ کے علاوہ حکومتی اداروں کے اعلیٰ افسران کی شمولیت

(رپورٹ: مبارک احمد خان - نیوزی لینڈ)

نیوزی لینڈ دنیا کے عظیم براعظموں سے ہٹ کر بحراوقیانوس میں دو جزائر پر مشتمل چھوٹا سا ملک ہے۔ یہ بہت خوبصورت، سرسبزوشاداب اور عالمی اندازہ کے مطابق دنیا کا سب سے زیادہ پرامن ملک ہے۔ قدیم مقامی لوگ ماؤری کہلاتے ہیں۔ یہاں کے عوام خوش مزاج اور ملنسار ہیں۔ مذہبی لحاظ سے بھی بہت ہم آہنگی ہے۔ اگرچہ یہ ملک سیکولر کہلاتا ہے لیکن عوام کا اکثر حصہ عیسائی ہے۔ تاہم ہندو، سکھ، زرتشت، بدھ، یہود اور مسلمانوں کی تعداد بھی نمایاں ہے۔

جماعت احمدیہ کا قیام اس ملک میں 1987ء میں ہوا۔ اس وقت بفضل خدا اس ملک میں احمدیوں کی تعداد تین سو سے تجاوز کر چکی ہے۔ خدا تعالیٰ نے ہماری مقامی جماعت پر بیشمار احسانات فرمائے ہیں۔ 1989ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس ملک کا سب سے پہلا دورہ فرمایا اور پھر 2006ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تشریف لائے۔ حضور ایدہ اللہ نے شفقت فرماتے ہوئے محترم مولانا شفیق الرحمٰن کا تقرر نیوزی لینڈ میں بطور مبلغ سلسلہ فرمایا جو نومبر 2008ء سے خدمات بجالا رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ پچھلے تین سال سے یوم پیشوایان مذاہب منعقد کر رہی ہے، جس میں مذہبی حلقوں کی دلچسپی مسلسل بڑھ رہی ہے۔ بہتر انتظام، باہمی محبت اور خوش اخلاقی کے باعث دوسرے مذاہب کے سکالرز بڑے شوق سے شرکت کیلئے تشریف لاتے ہیں اور اپنے اپنے مذہب کے پیروکاروں کو بھی ساتھ لاتے ہیں۔ امسال ہماری یہ کانفرنس 13/نومبر 2010ء بروز ہفتہ سہ پہر دو بجے سے شام سات بجے تک جاری رہی۔ اس میں ہندو، بدھ، سکھ، عیسائی اور یہودی علمائے دین کے علاوہ 60 کے قریب غیر از جماعت مہمان بھی شامل ہوئے جن میں 5 اراکین پارلیمنٹ اور 3 اعلیٰ حکومتی عہدیداران بھی شامل تھے۔ غیر از جماعت معزز مہمانوں کی تعداد اس سال گذشتہ سالوں کی نسبت زیادہ تھی۔ اس سال کانفرنس کا موضوع ''مذہب کے ذریعہ امن کا قیام'' تھا۔ تقریباً دو بجے سہ پہر مہمان آنے شروع ہوئے اور جلد ہی ہال مہمانوں سے بھر گیا۔ خاکسار نے چیرمین جلسہ کے فرائض سرانجام دئے۔ مقررین کے سٹیج پر تشریف لانے کے بعد خاکسار نے حاضرین کو جلسہ سے متعلق بعض ضروری امور سے آگاہ کیا۔

جلسہ تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا۔ اس کے بعد قرآنی آیات کا ماؤری اور انگلش زبانوں میں ترجمہ پیش کیا گیا۔ جماعت احمدیہ نیوزی لینڈ کے نیشنل صدر جناب محمد اقبال صاحب نے جماعت احمدیہ کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام نے 1889ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد قادیان انڈیا میں رکھی تھی اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جماعت 198 ممالک میں پھیل چکی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم ہر قوم کے نبی کو مانتے ہیں اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ آج اسلامی قدروں کو صرف خلافت احمدیہ کے ذریعہ سے ہی قائم کیا جا سکتا ہے اور اس سے ہی دنیا میں امن قائم ہو سکتا ہے۔ آج حضرت مسیح موعودؑ کے پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ موجود ہیں جو نہ صرف دنیا کو آنے والے خطرات سے آگاہ کر رہے ہیں بلکہ دنیا کے ہر خطے میں انسانیت کی خدمت کے لئے بھی کوشاں ہیں۔ افریقہ اور ایشیا میں انسانی خدمات کے بیشمار منصوبے کام کر رہے ہیں۔ قدرتی آفات میں جماعت احمدیہ لاکھوں ڈالر صرف کر رہی ہے۔ آپ نے کہا کہ یہاں نیوزی لینڈ میں ہماری چھوٹی سی جماعت ہر سال بذریعہ چیریٹی واک نابینا افراد کے لئے ہزاروں ڈالر کی امداد اکٹھی کرتی ہے۔ ملک میں آنے والے مہاجرین (ریفیوجیز) کو کپڑے، برتن اور خوراک مہیا کرنے کی بھی توفیق ملتی ہے آپ نے کہا کہ ہماری جماعت ہر قسم کی دہشت گردی کے نہ صرف خلاف ہے بلکہ اس کی روک تھام کے لئے ہر ممکن پرامن کوششیں کر رہی ہے۔

اس تعارفی خطاب کے بعد ہندو مقرر جناب آنند نائیڈو (Anand Naidu) نے اپنے مذہب کی تعلیم پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا مذہب پیار اور شانتی کی تعلیم دیتا ہے۔ ہندوستان میں سب مذاہب والے آپس میں امن سے رہ رہے ہیں۔ اگر انسان کے اندر شانتی ہو تب وہ اپنی سوسائٹی یا ملک میں شانتی قائم کر سکتا ہے۔

بدھ مذہب کے عالم جناب اجان چنداکو (Ajan Chandako) نے کہا کہ مذہب انسان کی سماجی ضرورت ہے۔ ہم بحیثیت انسان اپنے ماحول میں سکون پسند کرتے ہیں اور اس میں امن وامان رکھنا چاہتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ آپ خود کو تنہا اور کمزور نہ سمجھیں بلکہ محبت اور پیار کے ساتھ دنیا کو جیتنے کی کوشش کریں۔

سکھ مذہب کی طرف سے جناب ویرپال سنگھ نے کہا کہ کوئی علم بھی برا نہیں ہے۔ اصل میں علم کا غلط استعمال اسے برا بنا دیتا ہے۔ اگر انسان اپنی غلطی کا احساس کر لے تو اسے سدھارنے کا موقعہ ملتا ہے۔ ہر ایک کو اپنے حق کے حصول کے لئے کوشش کرنے کا حق ہے لیکن یہ تلوار کے زور سے نہیں ہونا چاہئے۔ اپنے عقائد دوسروں پر زبردستی تھوپنے کا اختیار کسی کو نہیں ہے۔

پارلیمنٹ ممبران کی نمائندگی کرتے ہوئے جناب اشرف چودھری نے کہا کہ جماعت احمدیہ کا یہ سالانہ فنکشن جو مختلف مذاہب کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کرتا ہے نہایت قابل تعریف ہے۔ مجھے آج ایک بار پھر اس فنکشن میں شرکت کر کے بہت خوشی ہو رہی ہے۔ مجھے ذاتی علم ہے کہ جماعت احمدیہ امن کے میدان میں دنیا بھر میں کوشاں ہے۔

اس کے بعد یہودی مذہب کے عالم جناب تیپنی ڈینیلز (Tipene Daniels) نے کہا کہ امن اپنے گھر سے شروع ہوتا ہے۔ آپ کا کام ہے کہ اپنے بچوں کی پرورش امن کے ماحول میں کریں۔ اپنے شہر اور ملک میں امن کو قائم رکھنا ہم سب کا کام ہے۔ خدا امن کو پسند کرتا ہے۔ مذہب کا بنیادی مقصد بھی آپس میں محبت اور اتحاد پیدا کرنا ہے۔ خدا سب کا ایک ہی ہے اور اس سے ہی ہم سب متحد ہو سکتے ہیں۔

عیسائی مذہب کی طرف سے عیسائی پادری جورج آرمسٹرانگ (Rev. George Armstrong) اور انکی اہلیہ جوسیلین آرمسٹرانگ (Mrs. Joycelyn Armstrong) نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام امن اور محبت کے پرچار کے استاد تھے۔ امن اور انصاف ایک دوسرے کا عکس ہیں۔ سب انسانوں کو انصاف ملنا چاہئے۔ انصاف کو حاصل کرنے کے لئے تلوار کے استعمال کی اجازت نہیں ہونا چاہیے۔ عیسیٰ علیہ السلام نے خود ظلم برداشت کیا لیکن ظلم کرنے یا ہتھیار اٹھانے سے منع کیا۔

اسلام احمدیت کی نمائندگی میں مکرم مولانا شفیق الرحمٰن صاحب مشنری انچارج نیوزی لینڈ نے قیام امن کے حوالہ سے قرآن کریم میں پیش کردہ لائحہ عمل کو حاضرین جلسہ کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے اس قرآنی اصول کو خاص طور پر اجاگر کرنے کی کوشش کی کہ کس طرح خدا تعالیٰ کی ہستی پر کامل ایمان ہر سطح پر امن کے قیام میں کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔

جلسہ کے اختتام سے قبل چند معزز مہمانوں کو اپنے خیالات کے اظہار کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ سب سے پہلے جناب جیف شین (Geoff Sheen) جو آکلینڈ سٹی کونسل میں کام کرتے ہیں نے خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ مَیں نے پہلی بار اسلام کی تعلیم کا عملی رنگ دیکھا ہے۔ ہمارا استقبال بڑے معزز انداز میں ہوا، جلسہ کا انتظام اور مسلم مشنری کی تقریر سب ہی میری توقعات سے بالا تھیں اور مَیں ان سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ مَیں صدر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے یہاں آنے کی دعوت دی۔ آپ کے بعد مان الحضر (Maan Alhazr) جو Working Together Group کے صدر ہیں، نے جلسہ میں نوجوانوں کے اعلی کردار اور عملی کارکردگی کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ مَیں یہ دیکھ کر حیران ہوں کہ کس طرح نوجوان خوشی کے ساتھ اور محبت بھرے انداز میں مل کر خدمت کر رہے ہیں۔ یہ یقیناً اعلیٰ تربیت کی وجہ سے ہے۔ میں اس کے لئے جماعت احمدیہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ ان کے بعد جناب واین تالیا آفوا (Wayne Taleafoa) جو نیوزی لینڈ بحری فوج میں پادری کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ میرا پہلا موقعہ ہے کہ مَیں ایسے کسی جلسہ میں شامل ہوا ہوں۔ اس کے لئے مَیں جماعت احمدیہ کا تہ دل سے ممنون ہوں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ عملی طور پر ایسے جلسوں کا انعقاد کر کے عوام الناس کی اسلام کے بارہ میں غلط فہمیوں کو دور کر رہی ہے۔ اس سے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقعہ ملتا ہے اور ملک میں امن کی فضا پیدا کرنے کے امکان بڑھ جاتے ہیں۔ آخر میں نک فریٹر (Nick Frater) جو اینگلیکن پادری ہیں نے جلسہ کے موضوع، اس پر ہونے والی تقاریر اور حسن انتظام کی تعریف کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ انتظامیہ نے مجھے بولنے کا موقعہ دیا۔ اگر آپ اگلے سال یہ جلسہ کریں تو مَیں اس میں تقریر کرنا چاہوں گا۔

معزز مہمانوں کے اظہار خیال کے بعد مذہبی مقررین کی خدمت میں نیشنل صدر صاحب نیوزی لینڈ جماعت نے تحائف پیش کئے جنہیں مقررین نے بہت سراہا۔

آخر میں خاکسار نے حاضرین جلسہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا آج اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ تمام مذاہب آپس میں باہمی قدروں پر اتفاق کرتے ہوئے متحد ہو جائیں۔ جماعت احمدیہ عالمگیر اس مقصد کے لئے ایسے جلسوں کا انعقاد کرتی رہتی ہے۔ خاکسار نے مقررین کا شکریہ ادا کیا کہ وہ ایک نیک مقصد کی تکمیل کے لئے یہاں تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس نیک مقصد میں برکت ڈالے۔ تمام حاضرین نے تقاریر کو بڑے غور سے سنا ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ حضرات واپس جا کر اپنے اپنے دائرہ میں امن کے قیام کے لئے اپنی کوشش شروع کر دیں گے۔

جلسہ کے اختتام پر حاضرین کی خدمت میں ڈنر پیش کیا گیا۔ آنے والے مہمان جماعت احمدیہ کے حسن انتظام اور مہمانوازی سے بہت متاثر ہوئے۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے نیک مقصد میں برکت ڈالے اور امن سے محروم انسانیت کو صحیح اسلامی تعلیم سے روشناس کرانے کی مساعی کو کامیاب فرمائے اور بنی نوع انسان خلافت احمدیہ کے جھنڈے تلے دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بہرہ ور ہو کر محبت اور امن سے بھری جنت نما دنیا میں رہنا شروع کر دے۔ آمین۔

۞۞۞۞۞۞

بعد وفات میت کو کیا شئے پہنچتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''دعا کا اثر ثابت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر میت کی طرف سے حج کیا جاوے تو قبول ہوتا ہے۔ اور روزہ کا ذکر بھی ہے''۔

ایک شخص نے عرض کی کہ حضور یہ جو ہے کہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (النجم:40)۔ فرمایا کہ: ''اگر اس کے یہ معنے ہیں کہ بھائی کے حق میں دعا نہ قبول ہو تو پھر سورۃ فاتحہ میں اِھْدِنَا کی بجائے اِھْدِنِیْ ہوتا''۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 266۔ جدید ایڈیشن)

شہداء کے لئے فنڈ اور آپ کا فرض

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

شہداء کے لئے فنڈ اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافت رابعہ سے قائم ہے۔ اس فنڈ سے شہداء کی فیملیوں کا خیال رکھا جاتا ہے اور جماعت کا فرض ہے کہ ان کا خیال رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ہم ان کا خیال رکھتے رہیں گے۔ تو بہرحال سیدنا بلال فنڈ قائم ہے۔ جو لوگ شہداء کی فیملیوں کے لئے کچھ دینا چاہتے ہوں اس میں دے سکتے ہیں۔ (روزنامہ الفضل 20/جولائی 2010ء)

اعتذار وتصحیح

مکرم عبدالماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن نے اطلاع دی ہے کہ الفضل انٹرنیشنل 10/ستمبر 2010ء کے صفحہ 13 پر حضور انور ایدہ اللہ کے دورہ جرمنی کی 28/جون کی رپورٹ میں بعض مرحومین کی نماز جنازہ پڑھانے کا ذکر ہے۔ جن مرحومین کی اس وقت نماز جنازہ غائب ادا کی گئی ان میں مکرمہ رشیدہ اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم عبدالرشید صاحب درویش) کا نام سہواً رپورٹ میں درج ہونے سے رہ گیا تھا۔ ریکارڈ کی درستی کے لئے تحریر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرمہ رشیدہ اختر صاحبہ کی بھی نماز جنازہ غائب پڑھائی تھی۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ
قیمتی نسخہ جات، طبّی مہارت اور خدمت خلق

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے قیمتی نسخہ جات اور طبی مہارت کے اصولوں سے متعلق مکرم پروفیسر محمد اسلم سجاد صاحب کے دو مضامین روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 17 و 24 نومبر 2008ء میں شائع ہوئے ہیں جن سے چند ایسی حکایات پیش ہیں جو پہلے ''الفضل ڈائجسٹ'' کے کسی مضمون کا حصہ نہیں بن سکیں۔

☆ حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ نے پچاس سال خلق خدا کی مفت خدمت کی۔ ان کا مطب ایک کمرہ تھا۔ جس کے فرش پر کھجور کے پتوں کی چٹائی بچھی تھی۔ ایک طرف ان کی اپنی مسند تھی جس کے لئے دری کا مصلّٰی دوہرا کرکے بچھا ہوا تھا جس کے ساتھ چھوٹی میز پر قلمدان اور سفید کاغذ رہتے تھے۔ مریض باری باری آتے اپنی کیفیت سناتے اور نسخہ لے کر چلے جاتے۔ جو لوگ شفایاب ہوتے اپنی خوشی سے مصلّٰی کے نیچے کچھ رکھ جاتے۔ حضور نے کبھی توجہ نہیں کی کہ رکھنے والے نے پیسہ رکھا ہے یا سو کا نوٹ اور نہ ہی کسی سے کبھی کچھ طلب کیا جاتا۔

☆ آپ مریضوں سے کسی قسم کا معاوضہ مانگتے نہیں تھے اور غرباء کو دوا بالکل مفت دیتے تھے اور یہی دستور آپ کا آخر دم تک رہا۔ فصد کرنا، معجون اور شربت کا استعمال آپ قبیح سمجھتے تھے۔

☆ 1879ء کے قریب کشمیر میں سخت قحط پڑا اور اس کے بعد ہیضہ کی خطرناک وبا پھوٹ پڑی اور ہزاروں لوگ لقمۂ اجل ہوئے۔ آپ نے اس وبا میں مخلوق خدا کی خدمت میں دن رات ایک کر دیا جس پر آپ کو مہاراجہ نے ایک نہایت قیمتی خلعت بطور انعام پیش کی۔ 1880-81ء میں راجہ پونچھ کو پیچش کے شدید مرض سے مخلصی ہوئی اور کئی سال تک وہ آپ کو خطیر رقم بطور شکریہ بھجواتے رہے۔ 1886ء میں راجہ پونچھ کے بیٹے ٹکہ بلدیو سنگھ کو زلزلوں سے دماغی خلل ہوگیا جس کا آپ نے ایسا کامیاب علاج کیا کہ راجہ پونچھ نے ہزاروں روپے دیئے۔ بلکہ مہاراجہ جموں وکشمیر نے آپ کو سال بھر کی تنخواہ کے علاوہ مزید انعام بھی دیا۔

☆ آپ یونانی، ڈاکٹری اور ویدک تینوں علوم میں یکتائے زمانہ بن گئے۔ حضورؓ فرماتے ہیں: ''ان دنوں شریف مکہ کو سنگ مثانہ تھا۔ چونکہ فرانس کے ساتھ وہاں کے شریف کا تعلق تھا، فرانس سے وہ آلہ جس سے پتھری پیس کر نکالتے ہیں، منگوایا گیا اور ڈاکٹر صاحب نے اس کو پیس کر نکالا۔ اس کامیاب تجربہ سے مجھے ڈاکٹری طب کا بہت شوق ہوا۔

☆ شفاء الملک حکیم محمد حسین قرشی اپنی مرتبہ ''بیاض خاص'' میں لکھتے ہیں: ''حکیم (نورالدین) صاحب موصوف دور گزشتہ کے ان تین چار طبیبوں میں سے ہیں جن کا اسم گرامی ہندوستان کے طول وعرض میں غیر معمولی شہرت حاصل کئے ہوئے تھا۔''

☆ حضور فرماتے ہیں: ''میں نے ایک مرتبہ کسی کا علاج کیا۔ ایک بڑھیا نے نذرانہ میں مجھ کو سکھوں کے وقت کا تانبے کا ایک پیسہ دیا۔ میں نے خوشی سے لیا اور سوچا اسے خدا کے نام پر کسی کو دوں تو کم سے کم اس ایک پیسہ کے 700 پیسے بنا سکتا ہوں''۔

☆ ایک غریب ملازم نے ایک بیماری بیان کی۔ تو اسے ہندوستان کے مشہور اطباء اور ڈاکٹروں کے نام ذاتی خط لکھ کر دئے کہ وہ اُن کے پاس جاکر اپنی بیماری کا حال بتائے، اُن سے نسخہ لکھوائے اور جو فیس وہ طلب کریں وہ آپؓ کی طرف سے ادا کر دے۔ یہ مریض آپؓ کے مصارف پر چھ ماہ میں پچاس حکیموں اور ڈاکٹروں کے مشورے لے کر واپس آیا۔ امرتسر کے انگریز سول سرجن کرنل سمتھ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے آپؓ نے آپریشن کا مشورہ دیا۔ کرنل سمتھ کے آپریشن سے جب فائدہ نہ ہوا تو ایک دیہاتی سنار سے چاندی کے اوزار بنوائے اور باقی ماندہ آپریشن خود کیا۔ مریض تندرست ہوگیا۔ اس مریض کی روداد میں دلچسپ ترین بات یہ ہے کہ اسے پورا ہندوستان گھمایا۔ ہزاروں روپیہ اپنی گرہ سے خرچ کیا تا کہ وہ یہ جان سکیں کہ دوسرے طبیب اس بیماری کا کیا علاج کرتے ہیں؟ پھر آپریشن کے دوران اوزاروں کا صاف ہونا ایک مشکل مسئلہ ہے۔ ہسپتالوں میں اس غرض کے لئے لاکھوں روپے کے آلات نصب کئے جاتے ہیں لیکن چاندی میں یہ منفرد صلاحیت ہے کہ وہ جراثیم کو خود ہلاک کرسکتی ہے۔ اسی لئے چاندی کے اوزار سے لگایا گیا زخم خراب نہیں ہوتا۔

☆ حضرت خواجہ غلام فرید سجادہ نشین چاچڑاں شریف کے مشورہ پر نواب بہاولپور نے ان کو اپنے علاج کیلئے مدعو کیا۔ شفایاب ہونے پر ان کو خواہش ہوئی کہ حکیم نورالدین صاحب ریاست بہاولپور ہی میں بس جائیں تا کہ اور لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں۔ نواب صاحب نے چاہا کہ ان کو ہزاروں ایکڑ کی ایک جاگیر دے کر فکر معاش سے آزاد کردیں۔ آپ نے کہا: اب تو آپ اپنی ضرورت کیلئے چل کر بھی میرے پاس آتے ہیں اور جب میں ریاست کا ایک ذیلی جاگیردار ہوا تو حاضری دینا میرا فرض ہوگا ...... میں سرمایہ کے بدلے وقار کا سودا کرنے سے معذور ہوں۔

☆ اخبار ''بھارت'' نے 20 مارچ 1914ء کی اشاعت میں آپ کو ''طبیب بے مثال'' قرار دیا۔

☆ اخبار ''طبیب'' دہلی رقمطراز ہے: ''افسوس کہ ہندوستان کے ایک مشہور معروف طبیب مولوی حاجی حکیم نورالدین صاحب جو علوم دینیہ کے بھی متبحر عالم باعمل تھے اور جماعت احمدیہ کے محترم پیشوا۔ کچھ عرصہ عوارض ضعف پیری میں مبتلا رہ کر آخر جمعہ گزشتہ کو قریباً اسّی سال کی عمر پاکر رحلت فرما گئے۔ حکیم صاحب مغفور بلالحاظ احمدی وغیر احمدی یا مسلم یا غیر مسلم سب کے ساتھ شفقت علیٰ خلق اللہ کا ایک اعلیٰ نمونہ تھے۔ آپ کے طریق علاج میں یہ چند باتیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں: یار واغیار، مومن وکافر سب کو ایک نظر دیکھنا، طب یونانی وویدک کے علاوہ مناسب موقعہ پر ڈاکٹری مجربات سے بھی ابنائے ملک وملت کو مستفید فرمانا، بعض خطرناک امراض کا علاج قرآن شریف سے استخراج کرنا، دوا کے ساتھ دعا بھی، علاج معالجہ کے معاملہ میں کسی کی دنیوی وجاہت سے مرعوب نہ ہونا، مریضوں سے مطلق طمع نہ رکھنا اور آپ کا اعلیٰ درجہ توکل واستغناء، نادار و مستحق مریضوں کا نہ صرف علاج مفت کرنا بلکہ اپنی گرہ سے بھی انکی دستگیری و پرورش کرنا خصوصاً طلباء قرآن و حدیث و طب کی''۔ (23 مارچ 1914ء)

☆ ''علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ'' نے لکھا: ''قطع نظر اپنے مختص الفرقہ بعض خاص معتقدات کے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ حکیم صاحب مرحوم ایک نہایت بلند پایہ عالم عامل اور علوم دینیہ کے بہت بڑے خادم تھے۔ اس پیرانہ سالی اور ضعف ومرض کی حالت میں بھی آپکا بیشتر وقت تعلیم وتعلم میں صرف ہوتا تھا اور ایک طبیب حاذق ہونے کی حیثیت سے بھی آپ خلق اللہ کی بہت خدمت بجالاتے تھے۔ اس لحاظ سے مرحوم کا انتقال واقعی سخت رنج وملال کے قابل ہے۔'' (حیات نور صفحہ 766)

☆ حضورؓ فرماتے ہیں: ''میں کشمیر میں تھا ایک روز دربار کو جارہا تھا۔ یار محمد خان ایک شخص میری اردلی میں تھا۔ اس نے راستہ میں مجھ سے کہا کہ آپ کے پاس جو یہ پشمینہ کی چادر ہے یہ ایسی ہے کہ میں اس کو اوڑھ کر آپ کی اردلی میں بھی نہیں چل سکتا۔ میں نے اس سے کہا کہ تجھ کو اگر بری معلوم ہوتی ہے تو میرے خدا کو تجھ سے بھی زیادہ میرا خیال ہے۔ میں جب دربار میں گیا تو وہاں مہاراجہ نے کہا کہ آپ نے ہیضہ کی وبا میں بڑی کوشش کی ہے آپ کو خلعت ملنا چاہئے۔ چنانچہ ایک قیمتی خلعت دیا۔ اس میں جو چادر تھی وہ نہایت ہی قیمتی تھی۔ میں نے یار محمد خان سے کہا کہ دیکھو ہمارے خداتعالیٰ کو ہمارا کیسا خیال ہے۔'' (مرقاۃ الیقین صفحہ 250)

☆ حضورؓ فرماتے ہیں کہ میں جب بھوپال سے رخصت ہونے لگا تو اپنے استاد مولوی عبدالقیوم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسی بات بتائیں جس سے میں ہمیشہ خوش رہوں۔ فرمایا کہ ''خدا نہ بننا اور رسول نہ بننا''۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم خدا کس کو کہتے ہو؟ میری زبان سے نکلا کہ خداتعالیٰ کی ایک صفت فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْد ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرگزرتا ہے۔ فرمایا کہ بس ہمارا مطلب اسی سے ہے۔ یعنی تمہاری کوئی خواہش ہو اور وہ پوری نہ ہو تو تم اپنے نفس سے کہو کہ میاں تم کوئی خدا ہو؟ رسول کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آتا ہے وہ یقین کرتا ہے کہ اس کی نافرمانی سے لوگ جہنم میں جائیں گے۔ اس لئے اس کو بہت رنج ہوتا ہے۔ تمہارا فتویٰ اگر کوئی نہ مانے تو وہ یقینی جہنمی تھوڑا ہی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا تم کو اس کا بھی رنج نہ ہونا چاہئے۔

حضرت ڈاکٹر عطرالدین صاحبؓ

ماہنامہ ''تحریک جدید'' ربوہ دسمبر 2008ء میں مکرم محمد اعظم اکسیر صاحب کے قلم سے حضرت ڈاکٹر عطرالدین صاحبؓ آف شکرگڑھ سے متعلق ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت ڈاکٹر عطرالدین صاحب قوم بھٹی قصبہ چھمال تحصیل شکرگڑھ میں میاں بھولا اور مائی کاکو کے ہاں 1888ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد امرتسر میں ایم او ہائی اسکول میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ 1898ء میں معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ امرتسر سے بذریعہ ٹرین گزریں گے۔ شوق زیارت میں سٹیشن پر پہنچے۔ ٹرین رُکنے پر دیکھا کہ حضورؑ سیٹ پر لیٹے ہوئے تھے اور خواجہ کمال الدین صاحب سرہانے بیٹھے تھے۔ آپ نے زیارت کے لئے جب کھڑکی سے اندر جھانکا تو خواجہ صاحب نے کہا کہ پیچھے ہٹ جاؤ۔ لیکن حضورؑ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مت روکو یہ خدا کے حکم سے آیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے نورانی چہرہ دیکھا تو من بول اٹھا کہ یہ چہرہ سچوں کا ہے۔ چنانچہ گاڑی روانہ ہونے تک وہیں کھڑے رہے۔

اُنہی دنوں مصری شاہ نامی ایک مجذوب امرتسر آیا اور جلد مشہور ہوگیا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب بھی اُس کی شہرت سن کر اس کی خدمت حاضر ہوئے۔ آپ کو دیکھتے ہی مجذوب کہنے لگا: ''جس نے ولی بننا ہے وہ قادیان جائے''۔ اس واقعہ کے فوراً بعد 1899ء میں آپؓ نے بیعت کا خط لکھ دیا اور 1900ء کے آخر میں حاضر ہوکر دستی بیعت کا شرف حاصل کیا اور پھر مستقل قادیان ہی چلے آئے۔ یہاں دوسری تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم بھی خوب حاصل کی۔

حضرت ڈاکٹر صاحبؓ 1906ء میں وٹرنری کالج لاہور میں داخل ہوکر 1910ء میں فارغ ہوئے اور پھر ہندوستان کے مختلف شہروں کے علاوہ مسقط، بصرہ، بغداد، برما میں متعین رہ کر آخرکار قادیان آگئے۔ پیشہ ورانہ سروس کے دوران بھی حضرت ڈاکٹر صاحبؓ مذہبی جذبہ سے سرشار رہے۔ بمبئی میں تین سال تک صدر جماعت رہے اور نماز جمعہ بھی آپؓ کے مکان پر ہوتی رہی۔ اسی طرح بغداد کے فوجی کیمپ میں چند احمدی احباب تھے جن کے آپ ہی امام الصلوٰۃ تھے۔ تقسیم ہند کے وقت حفاظت مرکز کے لئے 35 مخلصین کا قافلہ دوٹرکوں پر قادیان گیا جس میں آپؓ بھی شامل تھے۔ قریبی دیہات سے غیرمسلم آپ کے فن ڈاکٹری سے فائدہ اٹھانے کے لئے حاضر ہوتے اور آپؓ بھی بلاخوف وخطر میلوں دُور چکر لگا آتے اور مفت خدمت کرتے۔ اس خدمت خلق کا ماحول پر گہرا اثر ہوا۔

آپؓ کی پہلی شادی محترمہ فضل النساء صاحبہ کے ساتھ 1907ء میں امرتسر میں ہوئی جو ایک بیٹی چھوڑ کر وفات پاگئیں تو دوسری شادی حضرت سید عزیزالرحمٰن صاحب بریلوی کی صاحبزادی محترمہ سیدہ نصرت بانو صاحبہ سے ہوئی جن سے دو بیٹے ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال کے وقت آپؓ وٹرنری کالج لاہور میں زیرتعلیم تھے۔ خبر سن کر احمدیہ بلڈنگ پہنچے، زیارت کی اور پیشانی مبارک پر بوسہ دینے کی سعادت پائی۔ پھر جنازہ کے ساتھ قادیان پہنچے اور جسد مبارک کو کندھا دینے کا موقع بھی حاصل ہوا۔

1920ء میں آپؓ نے وصیت کی توفیق پائی اور حصہ وصیت بعد میں بڑھا کر نواں حصہ کردیا۔ 85 سال کی عمر میں 14 دسمبر 1974ء کو آپؓ کی وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں تدفین ہوئی۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
31st December 2010 – 6th January 2011

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or +44 20 8875 4273

Friday 31st December 2010

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:30 Tilawat
00:45 Insight & Science and Medicine Review
01:20 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 9th November 1995.
02:30 Historic Facts
03:00 MTA World News & Khabranama
03:55 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th January 1995.
05:00 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Historic Facts
07:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:45 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:50 Siraiki Service
09:20 Rah-e-Huda
10:50 Indonesian Service
11:45 Tilawat
11:55 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Live Friday sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque, London.
14:05 Dars-e-Hadith
14:20 Bengali Service
15:25 Real Talk
16:15 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:30 Friday Sermon [R]
17:35 Seerat-un-Nabi (saw)
18:10 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 Friday Sermon [R]
21:45 Science and Medicine Review & Insight
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday 1st January 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:25 Tilawat
00:35 International Jama'at News
01:05 Liqa Ma'al Arab: rec. on 14th November 1995.
02:15 MTA World News & Khabarnama
02:45 Friday Sermon: rec. on 31st December 2010.
03:50 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:25 Rah-e-Huda
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 International Jama'at News
07:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:45 Huzoor's Jalsa Salana Address
08:25 Yassarnal Qur'an
08:50 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recoded on 25th October 1996. Part 1.
09:40 Friday Sermon [R]
10:50 Indonesian Service
12:00 Tilawat
12:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:45 Intikhab-e-Sukhan: poem request programme.
13:45 Bangla Shomprochar
14:50 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:15 Rah-e-Huda
17:55 MTA World News
18:10 Yassarnal Qur'an [R]
18:30 Arabic Service
20:30 International Jama'at News
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:15 Rah-e-Huda [R]
23:45 Friday Sermon [R]

Sunday 2nd January 2011

01:00 MTA World News & Khabarnama
01:35 Tilawat
01:45 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 15th November 1995.
02:50 Khabarnama: daily news in Urdu.
03:10 Friday Sermon: rec. on 31st December 2010.
04:20 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
04:55 Faith Matters
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
07:30 Zinda Log
07:50 Faith Matters
08:55 Huzoor's Jalsa Salana Address
09:55 Indonesian Service
10:55 Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon. Recorded on 1st February 2008.
12:05 Tilawat
12:20 Yassarnal Qur'an
12:35 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:55 Bengali Service
14:00 Friday Sermon [R]
15:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
16:05 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:30 Faith Matters [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 MTA World News
18:30 Arabic Service
20:35 MTA Variety
21:00 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Ashab-e-Ahmad

Monday 3rd January 2011

00:05 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:50 Yassarnal Qur'an
01:10 International Jama'at News
01:40 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
01:55 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 16th November 1995.
03:00 MTA World News & Khabarnama
03:40 Friday Sermon: rec. on 31st December 2010.
04:55 Faiths Matters
06:05 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 International Jama'at News
07:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:45 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:05 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th March 1999.
10:05 Indonesian Service: Indonesian translation of the Friday sermon, delivered on 22nd October 2010.
11:05 MTA Variety
11:45 Tilawat
11:55 International Jama'at News
12:30 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bangla Shomprochar
14:00 Friday Sermon: rec. on 25th March 2005.
15:00 MTA Variety [R]
15:40 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:00 Rah-e-Huda
17:40 MTA World News
18:10 Arabic Service
19:10 Liqa Ma'al Arab: rec. on 21st November 1995.
20:15 International Jama'at News
20:50 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
21:55 MTA Variety [R]
22:30 Friday Sermon [R]
23:35 MTA World News & Khabarnama

Tuesday 4th January 2011

00:15 Tilawat
00:35 Insight & Science and Medicine Review
01:15 Liqa Ma'al Arab: rec. on 21st November 1995.
02:25 Dars-e-Hadith
02:55 MTA World News & Khabarnama
03:30 Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 29th March 1999.
04:35 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
05:15 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35 Science and Medicine Review & Insight
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:35 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st May 1995. Part 2.
10:00 Indonesian Service
11:00 Sindhi Service: Sindhi translation of the Friday sermon.
12:00 Tilawat
12:15 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
12:40 Science and Medicine Review & Insight
13:15 Bangla Shomprochar
14:15 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Hadhrat, Khalifatul Masih V, on 19th November 2006.
14:55 Yassarnal Qur'an
15:20 Historic Facts
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:30 Rah-e-Huda
18:05 MTA World News
18:30 Arabic Service
19:35 Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 31st December 2010.
20:35 Science and Medicine Review & Insight
21:10 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
22:25 Lajna Imaillah UK Ijtema [R]
23:05 Real Talk

Wednesday 5th January 2011

00:10 MTA World News & Khabarnama
00:40 Tilawat
00:55 Liqa Ma'al Arab: a regular sitting of Arabic speaking friends with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd November 1995.
02:00 Learning Arabic
02:20 Yassarnal Qur'an
02:35 MTA World News & Khabarnama
03:10 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
03:40 Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 21st May 1995. Part 2.
04:25 MTA Variety
05:15 Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Hadhrat Mirza Masroor Ahmad, Hadhrat, Khalifatul Masih V, on 19th November 2006.
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35 Art Class: with Wayne Clements.
07:05 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
07:25 MTA Variety
08:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:15 Question and Answer Session: recorded on 9th July 1995. Part 1.
10:30 Indonesian Service
11:30 Swahili Service
12:20 Tilawat
12:30 Zinda Log
12:50 Friday Sermon: rec. on 8th April 2005.
13:55 Bangla Shomprochar
14:55 Rah-e-Huda
16:30 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:45 Faith Matters
18:00 MTA World News
18:15 Arabic Service
19:25 Real Talk
20:05 MTA Variety [R]
21:05 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
21:55 Huzoor's Jalsa Salana Address
22:50 Friday Sermon [R]

Thursday 6th January 2011

00:00 MTA World News & Khabarnama
00:35 Tilawat
00:45 Dars-e-Hadith
01:05 Liqa Ma'al Arab: rec. on 23rd November 1995.
02:35 MTA World News & Khabarnama
03:05 Zinda Log: a documentary about the Martyrs of Ahmadiyyat.
03:30 Friday Sermon: rec. on 8th April 2005.
04:30 Art Class: with Wayne Clements.
05:00 Huzoor's Jalsa Salana Address
06:00 Tilawat
06:15 MTA Sports
07:05 Zinda Log
07:55 Faith Matters: An informative and contemporary English question and answer programme exploring various matters relating to faith and religion.
09:00 Adaab-e-Zindagi
10:10 Indonesian Service
11:10 Pushto Service
11:40 Tilawat
12:00 Zinda Log: a programme about the martyrs of Ahmadiyyat.
13:00 Bengali Service: Bengali translation of the Friday sermon, rec. on 31st December 2010.
14:05 Shotter Shondhane
15:25 Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 19th January 1995.
16:00 Khabarnama: daily news in Urdu.
16:20 Yassarnal Qur'an
16:45 Faith Matters [R]
18:00 MTA World News
18:30 Live Arabic Service
20:30 Faith Matters [R]
21:40 Tarjamatul Qur'an class [R]
22:20 Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
23:20 Adaab-e-Zindagi

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 17 Friday 24 December , 2010 Issue No. 52

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت

دنیائے عیسائیت کے عقائدوافکارمیں عظیم زلزلہ

ستمبر 2001ء کے سانحہ نے جہاں دنیا بھر کے ممالک کو دہشتگردی کے خلاف ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا ہے۔ وہاں امریکہ و یورپ کی عیسائی دنیا کے عقائدوافکار میں زبردست زلزلہ برپا کردیا ہے مثلاً دنیا کے کثیرالاشاعت رسالہ "Times" نے 19/اگست 2002ء کی اشاعت میں Nency Gibbs کا امریکی عیسائیوں کے معتقدات ونظریات پر مشتمل ایک فکرانگیز آرٹیکل شائع کیا ہے جس میں معاشرہ کے مختلف طبقوں کی ترجمانی میں انکشاف کیا گیا ہے کہ بائبل کی پیشگوئیوں کے مطابق اب دنیا کا خاتمہ ہونے والا ہے۔ 36 فیصد عوام کا خیال ہے کہ مسیح کی آمد ثانی سے قبل یہود یقیناً کنٹرول سنبھال لیں گے۔ مشنریوں کی ایک عالمی تنظیم کی ایک پُرجوش ممبر ہرمن (Herrmann, 77, of Xenia Ohio) نے بیان دیا ہے کہ 11/ستمبر کا سانحہ اس امر کا ثبوت ہے کہ مسیح کی آمد ثانی بہت ہی قریب ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

"Sept.11 is proof that the second coming of Christ "Closer than it ever has been".

(صفحہ47)

دوسری طرف انگلستان کے عیسائی حلقے کس تیزی سے یسوع مسیح کی آمد ثانی تو رہی ایک طرف وہ مسیح کی صلیبی موت سے کفارہ ہونے کے بنیادی عقیدہ ہی سے بغاوت کر رہے ہیں۔ اس کا کسی قدر اندازہ انگلستان کے اخبار نیوز ٹیلی گراف (News Telegraph) مورخہ 31/جولائی 2002ء کی مندرجہ ذیل سنسنی خیز رپورٹ سے لگ سکتا ہے۔ یہ نوٹ ادارہ کے شعبہ مذہبیات کے نامہ نگار خصوصی جوناتھن پیٹر (Jonathan Peter) کے قلم سے نکلا ہے:

A THIRD of Church of England clergy doubt or disbelieve in the physical Resurrection and only half are convinced of the truth of he Virgin birth, according to a news survey.

The poll of nearly 2000 of the Church's 10,000 clergy also found that only half believe that faith in Christ is the only route to salvation.

While it has long been known that neumerous clerics are dubious about the historic creeds of the Church, the survey is the first to disclose how widesoread is the scepticism.

Few bishops would now share the views of the former Bishop of Durham, the Rt.Rev David Jenkins, who caused a scandal in the 1980s when he contrasted the Resurrection with a "conjuring trick with bones".

Nevertheless liberal clergy, who represent about one in eight of the total, remain profoundly uncertain about the Church's core doctrines. In the survey, two thirds of them expressed doubts in the physical Resurrection and three quarters are unconvinced by the virgin birth.

Similar levels of belief were found in organisations such as Affirming Catholicism, a liberal Anglo-Catholic group of which the new Archbishop of Canterbury Dr Rowan Williams, is founding member.

Although Dr Williams holds firmly orthodox views on the Resurrection and the Virgin birth, the proportion of members of Affirmoing Catholicism who believe without question in the two doctrines is 35 and 24 per cent respectively. Doubts are even greater among member s of the Modern Church- people's Union, a liberal group whose president is the Boshop od Lincoln, the Rt Rev John Saxbee: only a quarter believe in the Physical Resurrection and just eight per cent in the Virgin birth.

The survey, carried out by Christian Research, did find that clergy were more orthodox on other doctrines.

More than 75 per cent overall accept the doctrine of the Trinity and a similar proportion believe that Christ died to take away the sins of the world. More than 80 per cent were happy with the idea that God the Father created the world.

Unsurprisingly, the organisations whose members were the most traditional were Reforme, a conservative evangelical group and Forward in Faith , a traditionalis umbrella body.

The Rev Robbie Low, a member of Cost of Conscience, the traditionalist organisation which commissioned the survey, said: "There are clearly two Churches operating in the Church of England: the believing church and the disbelieving Church, and that is a scandal.

"Increasingly, position of authority are being placed in the hands of people who believe less and less. It is an intolerable situation where the faithful are increasingly being led by the unfaithful."

He added that doubts about the core doctrines of the Church were higher among women priests and their supporters.

Only just over half of the admittedly small sample of female clergy in the survey said they believed in the bodily Resurrection and the figure fell to exactly a third when it came to the Virgin birth.

The Rev Nicholas Henderson, the general secretary of the Modern Churchperson's Union, said he was not surprised by the figures.

Clergy, faced with intellegent and educated congregations, increasingly had to think"very carefully" about how to present complex doctrine credibly.

He was also critical of plans by the bishops to revive heresy trials for clergy who publicly questioned key Church teachings.

Dr Peter Brierley, the executive director of Christian Research, said the survey had been undertaken among 4,000 churches and reflected a representative sample of clergy, in terms of churchmanship and belief.

In findings reported earlier this month , the survey also showed that a quarter of the clergy still described themselves as "Implacably opposed" to women bishops.

(news.telegraph.co.uk)

آرہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

(حضرت مسیح موعودؑ)

۞۞۞۞۞۞

بقیہ:نماز جنازہ از صفحہ نمبر 12

اور 4/ستمبر کو مختصر علالت کے بعد 21 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 7/ اکتوبر 2010ء بوقت 12 بجے دوپہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں **مکرمہ عذرا پروین صاحبہ (اہلیہ مکرم ذوالفقار علی صاحب۔ آف لندن)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مرحومہ 4/اکتوبر 2010ء کو بعارضہ کینسر 59 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1995ء میں خود بیعت کرکے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار اور پرجوش داعی الی اللہ تھیں۔ خلافت سے آپ کو بے پناہ محبت تھی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 13/اکتوبر 2010ء بوقت 12 بجے دوپہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں درج ذیل دو مرحومین کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

(1) مکرمہ قدسیہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم قریشی محمد رفیق صاحب۔ ہیز) مرحومہ 10/اکتوبر 2010ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ انتہائی نیک، ملنسار اور جماعت کا درد رکھنے والی مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم سہیل احمد قریشی صاحب صدر جماعت ہیز اور ناظم انصاراللہ مڈل سیکس ریجن کی حیثیت سے خدمت بجالا رہے ہیں۔

(2) مکرم سلیم احمد صاحب بھٹی (ابن مکرم محمد مختار بھٹی صاحب۔ سلاؤ) 9/ اکتوبر 2010ء کو 56 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کچھ عرصہ قبل جرمنی سے یہاں انگلستان شفٹ ہوئے تھے۔ جماعتی خدمت کے کاموں میں بہت شوق سے حصہ لیتے تھے۔ مرحوم کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ پسماندگان میں صرف اہلیہ یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کا جنازہ تدفین کے لئے ربوہ لے جایا گیا۔

نماز جنازہ غائب: اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) مکرم رضوان علی صاحب (ابن مکرم سلطان علی صاحب) 28/جولائی 2010ء کو 22 سال کی عمر میں ہارٹ اٹیک سے وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کے پابند، چندوں میں باقاعدہ، انتہائی ملنسار، خوش اخلاق اور دینی خدمت کا جذبہ رکھنے والے نیک نوجوان تھے۔

(2) مکرمہ بلقیس اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم قریشی محمد حفیظ صاحب۔ ناظم دفتر دارالذکر۔ لاہور) 10/مئی 2010ء کو 60 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کی پابند اور چندوں میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ شوہر کی ملازمت کے دوران جہاں بھی رہیں وہاں غیر احمدی بچوں کو قرآن مجید اور نماز وغیرہ پڑھاتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ جماعت اور خلافت سے اخلاص کا تعلق رکھنے والی نیک خاتون تھیں۔

(3) مکرم ماسٹر محمد حسین صاحب (دارالعلوم جنوبی حلقہ بشیر۔ ربوہ)

21/جون 2010ء کو 73 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 1937ء میں بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ پارٹیشن کے بعد گھسیٹ پورہ فیصل آباد کے گاؤں 69/رب میں رہائش اختیار کی اور وہاں قائد مجلس، سیکرٹری مال اور سیکرٹری تحریک جدید کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو قرآن مجید سے بے پناہ محبت تھی اور روزانہ بلاناغہ باقاعدگی سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ مرحوم نمازوں کے پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، خلافت اور نظام جماعت سے گہرا تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

۞۞۞۞۞۞۞